ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ اگست ۱۹۵۷ء

مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

اے قوم! اب تو ہوش میں آنے کا وقت ہے

(از جناب عبد الرحیم صاحب جاوید الہ آبادی پاکستان)

باطل کی ظلمتوں کو مٹانے کا وقت ہے
عرفان کے چراغ جلانے کا وقت ہے

توحید کا پیام سُنانے کا وقت ہے
طاغوتیوں کا زور مٹانے کا وقت ہے

سوزِ دروں سے آگ لگانے کا وقت ہے
قصرِ سرود وعیش جلانے کا وقت ہے

دریائے جود وفیض بہانے کا وقت ہے
توحید کی شراب پلانے کا وقت ہے

گم کر چکا ہے آج رہِ حق کو کارواں
اب اس کو راہِ راست پہ لانے کا وقت ہے

مدہوش ہو چکے ہیں جو غفلت کے خواب میں
ان خفتہ مسلموں کو جگانے کا وقت ہے

بھڑکی ہے شش جہت میں فسادات کی جو آگ
اس آگ کو اے دوست بُجھانے کا وقت ہے

روحِ یزید نے لیا دُنیا میں پھر جنم
راہِ خدا میں سر کو کٹانے کا وقت ہے

گرداب میں ہے کشتیٔ ملت پھنسی ہوئی
اے ناخداؤ! اس کو بچانے کا وقت ہے

اِنساں ہُوا ہے پنجۂ طاغوت میں اسیر
اس کو رہِ نجات دکھانے کا وقت ہے

دَورِ زماں پہ غور کر اے قوم ہوشیار
افواجِ کفر سامنے آنے کا وقت ہے

خورشید صبح نو ہُوا گردوں پہ جلوہ گر
اے قوم اب تو ہوش میں آنے کا وقت ہے

جاوید اب تو قوم کے ہر نوجوان کو
بارِ فلاحِ قوم اُٹھانے کا وقت ہے

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۳ | ۵ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۲

اسلامی قانونی کمیشن

اسلام کے نام پر پاکستان بنا۔ تعلیمات اسلامیہ کی ترویج کے وعدوں پر یہاں کی سیاست چلتی رہی۔ لیکن پہلے تو ۹ سال تک دستور کی تشکیل ہی معرضِ التوا میں ڈالی جاتی رہی۔ کیونکہ صرف دستور اسلامی کا مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ جب اس مطالبے نے شدّت اختیار کر لی۔ اور غیر اسلامی دستور کو نذر آتش کرنے کی دھمکیاں دی جانے لگیں تو خدا خدا کرکے دستور پاکستان میں اس حتمی شق کو جگہ ملی۔ جس کی رو سے صدر مملکت پر ضروری قرار دیا گیا کہ وہ نفاذِ دستور سے ایک سال کے اندر اندر ایسا کمیشن لازمی طور پر مقرر کریں جو پانچ سال کے عرصہ میں فرنگی حکومت کے رائج الوقت قوانین کو اسلامی قالب میں ڈھال دے یہ شق عوام پاکستان کی نو سالہ جد و جہد کا ثمرہ تھی۔ مگر کتنے افسوس کا مقام ہے کہ دستور کے نام پر قسمیں کھانے والی پاکستانی انتظامیہ اسلامی قوانین کی راہ میں بدستور حائل رہی۔ یعنی سال کے پورے ۳۶۴ دن گزار کر ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء کو مجوزہ کمیشن کے صدر صاحب کے نام کا اعلان کر دیا گیا۔ جب قومی اسمبلی کے میزانیہ سیشن میں حکومت کی اس غفلت شعاری پر حرف زنی کی گئی تو حکومت نے کہا کہ صدر کا انتخاب تو ہو ہی چکا ہے۔ اب کمیشن کی تشکیل ہوا ہی چاہتی ہے۔ لیکن ؎

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اب دوسرے سال کی ایک سہ ماہی تو گذر چکی ہے۔ لیکن کمیشن کی تشکیل تو کجا ذکر تک نہیں کہ دستور کا بھی کچھ تقاضا ہے اور پاکستان کے عوام بھی کسی چیز کے لئے چشم براہ ہیں۔ کچھ بھی یاد نہیں کہ پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہوا کرتا تھا۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک آدمی (یعنی صدر) کی نامزدگی پورا ایک سال لے سکتی ہے تو پانچ اراکین کے تقرر میں کتنا وقت لگے گا۔ اور اصل کام کی کب نوبت آئے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

دستور اسلامی کے بارے میں اس تساہل اور غفلت کو دیکھ کر ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ موجودہ حکومت دستور کی اس شق پر جس میں کہا گیا ہے۔ کہ "کوئی قانون قرآن و سنّت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔" شاید ایمان نہیں رکھتی ورنہ اس کا رویہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ آج ہمارے پاس ایک بھی قانون کے بارے میں کتاب و سُنّت کی سند موجود نہیں ہے۔ ہمارے تمام قواعد و ضوابط انگریز حکمران کا ترکہ ہیں۔ جن کی بنیادی لا مذہبیت اور دین سے بیزاری پر قائم ہے۔ ہمیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ آج کی بر سر اقتدار جماعت کل دستور بنتے وقت انہیں اسلامی شقوں پر چیخ و پکار کر رہی تھی اور عین اس وقت جب کہ دستوریہ کی اکثریت نئے دستور پر صاد کر رہی تھی تو اس وقت کے حزب مخالف کے لیڈر "واک اوٹ" کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ اس لئے آج اگر ان اسلامی شقوں کا تمسخر اُڑایا جا رہا ہے تو خلاف قیاس نہیں۔

بعض سیاسی جماعتیں جو دستور اسلامی کے نام پر ہی اپنا کاروبار چلایا کرتی ہیں۔ اب خدا جانے کیوں مُہر بلب ہیں کیا دستور اسلامی کا نفاذ ہو گیا؟ کیا مقننّہ عدلیہ و انتظامیہ شرع اسلامی کے تحت آ گئیں۔ جس پر وہ مطمئن ہو گئے؟ آج کوئی بھی حکومت کی اس روش پر آواز نہیں اُٹھاتا۔ ممکن ہے یہ باتیں ایسے لوگوں نے آئندہ الیکشن کے لئے وقف کر رکھی ہوں اور مناسب وقت پر اس سوال کو پیش کرکے عوام سے ووٹوں کی خیرات حاصل کی جائے۔ بہر حال اسلامی دستور اور تعلیمات اسلامیہ کسی حکومت یا پولیٹیکل جماعت کے رہینِ منّت نہیں ہیں جس نے قرآن اُتارا ہے۔ وُہی انشاء اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔ ملک کے زنگ زدہ طبقہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن دستور اُس وقت تک مکمّل نہ ہُوا۔ جب تک قرآن و سنّت کی پیروی کا عہد نہ کیا گیا۔ اب بھی انشاءاللہ اسلامی قوانین بن کے رہیں گے۔ لیکن یہ خدا ہی جانتا ہے کہ اس کارِ خیر کا سہرا کس کے سر ہوگا اور کون قرآن دشمنی کی پاداش میں پکڑا جائے گا۔

قابلِ مذمّت

ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) کی اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں ایک کنونشن کے موقعہ پر مخالف جماعت کے چند شرارت پسند عناصر نے بعض سیاسی رہنماؤں پر حملہ کر دیا۔ جس سے ان کو چوٹیں آئیں۔ مجروحین میں مغربی پاکستان کے لیڈر بھی ہیں۔

کسی جماعت کے سیاسی عناصر کبھی ہوں اور کتنی ہی انہیں مقتدر افراد کی تائید حاصل کیوں نہ ہو۔ ایسی جماعت کو ہرگز حق نہیں پہنچتا کہ دوسروں کے جان و مال پر حملہ کرے۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر امن عامہ کو نذرِ فساد کرنے کی کوشش کرے۔ سیاسی جماعت پر ہی کیا موقوف ہے۔ ایسا خطرناک اقدام کرنا قانوناً اور اخلاقاً دونوں طرح سے جرم ہے خواہ معاملہ مذہبی ہو یا سماجی یا نجی ہر امن پسند شہری کے لئے ایسے واقعات باعث صد نفرین ہوتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں وہ سیاسی جماعت جس سے حملہ آور افراد منسوب کیے جاتے ہیں۔ اخلاقی جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے مجرمین کو نظم و نسق کے حوالے کر دے گی۔ مشرقی پاکستان کے جملہ باشندوں کی رواداری اور مہمان نوازی پر یہ واقعات ایک دھبّہ ہیں اور ان کا رونما ہونا ملک کے دونوں حصّوں کے مابین اخوّت

(باقی صفحہ ۹ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۶۔ جولائی ۱۹۵۷ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ہر فرقہ کے علماء کرام

اور

ہر فرقہ کے دیندار عوام

سے ایک دردمندانہ اپیل

کہ

مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اسلام کو بدنام نہ کریں۔ ہر عالم کو حق ہے کہ اپنے اپنے حلقہ میں جس چیز کو اسلام کا صحیح نقشہ سمجھتا ہے وہی اپنے معتقدین کو سمجھائے۔ البتہ کسی دوسرے فرقہ کا نام لے کر مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا نہ کرے۔ ورنہ یاد رکھئے۔ اس طرزِ عمل سے اسلام کو بجائے فائدہ کے یقیناً نقصان پہنچتا ہے۔

مثلاً

آج کل لاہور میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی زبان سے یہ فقرہ عام طور پر سُنا جاتا ہے کہ مولوی آپس میں لڑتے ہیں ان لوگوں کے اس فقرے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالمان دین باوجود عالمِ دین ہونے کے ایک دوسرے کے ساتھ دست بگریباں رہتے ہیں۔ اس لئے اسلام کی تعلیم سے دُور ہی رہنا بہتر ہے تاکہ کہیں ہم بھی علمِ دین سیکھ کر آپس میں ہاتھا پائی نہ کرنے لگ جائیں۔

اے علماء کرام

کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انگریز کے دورِ حکومت میں اسلام کے احکام کی اتنی بے حرمتی نہیں ہوتی تھی جتنی کہ پاکستان بننے کے بعد ہو رہی ہے۔

مثلاً

(۱) کیا انگریز کے زمانہ میں سرکاری طور پر اسلامی ثقافت کے نام پر سرکاری خرچ سے رقص و سرود کے میلے کئے جاتے تھے۔ کہ ان میلوں میں ٹرکی۔ شام۔ عراق اور ایران وغیرہ ممالک سے گانے والے اور گانے والیاں بلائی جائیں۔

(۲) کیا لاہور میں جتنی شراب مسلمان پاکستان بننے کے بعد پیتا ہے۔ انگریز کے وقت میں بھی پیتا تھا؟ اب لاہور میں یہ فقرہ زبان زد خلائق ہے کہ پہلے جتنی تینوں قومیں ہندو۔ سکھ اور مسلمان پیتے تھے اب اکیلا مسلمان اتنی پیتا ہے

(۳) کیا کبھی انگریز کے وقت میں بھی یہ سُنا تھا۔ کہ لاہور میں پانچ ہزار اڈے پرائیویٹ زنا کے ہیں۔ یعنی یہ اڈے لائسنسدار بازاری عورتوں کے علاوہ ہیں۔

(۴) رشوت ستانی کا جتنا دور دورہ اب ہے کیا انگریز کے وقت میں بھی تھا؟

(۵) کیا پاکستان میں اب جتنی چوری کی وارداتیں ہیں انگریز کے وقت میں تھیں؟

(۶) کیا پاکستان میں جتنے اب خون ہوتے ہیں۔ انگریز کے وقت میں اتنے ہوتے تھے؟

اے علماء کرام

سب سے بڑی خیر خواہی اور سب سے بڑا کام تو یہ ہے کہ آپ حضرات اپنے اثر و رسوخ سے اپنے اپنے حلقہ میں اپنے وعظوں اور اپنے ارشادات سے ان خرابیوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ اگرچہ

نمبر اوّل

اِن بُرائیوں کا دُور کرنا حکام کا فرض ہے

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برسرِاقتدار طبقہ اپنی پارٹی بازی کی جنگ میں اُلجھا رہتا ہے۔ کبھی مسلم لیگ اور عوامی لیگ میں ٹکر تھی۔ تو کبھی مسلم لیگ اور ری پبلکن پارٹی میں رسہ کشی ہو رہی تھی۔ ہمارے حکمراں طبقہ کو اپنی اپنی پارٹی کو برسرِاقتدار لانے کی فکر رہتی ہے۔ باقی ملک اور رعایا کا خدا حافظ۔

مذکورۃ الصدر سطور کی شہادت

۲۱۔ جولائی ۱۹۵۷ء کے نوائے پاکستان

کے ایڈیٹوریل میں ملاحظہ ہو۔ "لیکن بایں ہمہ نئے وزیر اعلےٰ سردار عبدالرشید کی نیت پر شبہ نہ کرتے ہوئے ہمیں ان کی روایتی دیانت اور مسلمہ اخلاص پر اعتماد کرتے ہُوئے اس بات کا یقین کرنا چاہئے کہ سردار عبدالرشید صاحب اپنے دورِ اقتدار میں اپنے پیش رو حضرات کی طرح محض باتیں نہیں کرینگے بلکہ وہ عملی طور پر بھی کوئی ٹھوس اور مفید کام انجام دینے کے لئے سرگرمی دکھائیں گے۔ سردار عبدالرشید نے اپنے دورِ اقتدار میں کوئی ایک آدھا کام بھی مکمل کر لیا تو ہم ان کی بڑی کامیابی پر محمول کریں گے۔ اور سمجھیں گے۔ کہ سردار صاحب نے اپنے دعاوی کو فی الواقع پُورا کیا ہے۔ اور وہ اس قابل ہیں کہ عوام کے ایک اعلےٰ نمائندہ کی حیثیت سے زمام کار انہیں کے سپرد رہے۔ لیکن اگر اُنہوں نے بھی سیاسی جوڑ توڑ میں ہی اپنا تمام وقت صرف

کر دیا۔ تو انہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا دورِ اقتدار آج بھی ختم ہُوا۔ اور کل بھی۔"

حاصل

ایڈیٹوریل کے اس نقل کردہ حصہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے ذرا تنگ سیاسی جوڑ توڑ ہی میں اپنا وقت صرف کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں اگر سردار عبدالرشید صاحب سے ایک آدھ کام بھی عوام کی خیر خواہی کا ہوگیا۔ تو ہم انہیں کامیاب خیال کریں گے۔

نمبر دوم علماء کرام کا فرض

اے ہر فرقہ کے علماء کرام۔ جب مملکت پاکستان کے سیاسی راہ نما اپنا فرض انجام نہیں دے رہے۔ تو نمبر دوم آپ کا فرض ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کی ایسی راہ نمائی فرمائیں۔ جس سے مسلمانانِ پاکستان کے اخلاق بلند ہوں۔ آپس میں رشتہ اتحاد مضبوط ہو۔ ہر ایک کے دل میں دوسرے بھائی کی خیر خواہی کا جذبہ پایا جائے۔ جس طرح لاکھوں اینٹیں اکٹھی ہوکر ایک ناقابلِ تسخیر قلعہ کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح پاکستان کے مسلمان آپس میں شیر و شکر ہوکر رہیں اور دشمنانِ پاکستان کے مقابلہ میں ایک ناقابلِ تسخیر فوج کی صورت بن کر سامنے آئیں۔ جب بھی پاکستان کا دشمن حملہ آور ہو۔ تو مُنہ کی کھاکر لوٹ جائے۔

اے ہر فرقہ کے علماء کرام

اگر آپ مہربانی فرماکر اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر یہ کام کریں۔ جو مَیں نے عرض کیا ہے۔ اور آپ بفضلِ خدا یقیناً یہ کر سکتے ہیں۔ تو قوم کا بھلا ہو۔ ملک کا بھلا ہو۔ اسلام کا بول بالا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جائے۔

علماء کرام کی دو قسمیں

نمبر اوّل اعتدال پسند

ہیں۔ علماء کرام کا ایک طبقہ اعتدال پسند ہے۔ وہ اپنا دینی مسلک معقول طریقہ سے مسلمانوں پر واضح کرتا ہے۔ جن مسلمانوں کو ان کا مسلک پسند آجاتا ہے۔ وہ ان کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ نہ کسی سے جھگڑا۔ نہ کسی سے لڑائی۔ چپکے سے ان کا کام ہو رہا ہے۔ جماعت کی توسیع ہو رہی ہے۔ لوگ ان کی رواداری کو دیکھ کر ان کے حلقہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ مسلک نہایت ہی محبوب اور قابلِ ستائش ہے۔

نمبر دوم انتہا پسند

علماء کرام کا یہ طبقہ سیاسی حضرات کی طرح فقط اپنی پارٹی کا تفوق چاہتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ مَیں ہی رہوں۔ اور باقی سب مٹ جائیں۔ پھر اپنے مخالفین کے خلاف وہ پروپیگنڈا کرتا ہے۔ جس سے عوام کے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق نفرت پیدا ہو جائے۔ اور اس اشتعال انگیزی کرنے والے علماء کرام کے گروہ میں بعض ایسے ناعاقبت اندیش بھی ہوتے ہیں جو اشتعال میں آکر مخالفین پر قاتلانہ حملہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے قاتلانہ حملوں کے کئی واقعات اخباروں میں آچکے ہیں اور یہ سب فقط ایک ہی گروہ کے علماء کرام کے متبعین کی طرف سے ہو رہا ہے۔

قاتلانہ حملہ کا ایک تازہ واقعہ

اگرچہ مَیں حنفی مسلک کا پابند ہوں اور قاتلانہ حملہ کا جو واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ایک اہلحدیث جماعت کے امام اور خطیب پر ہے۔ مجھے اس حملے سے یقیناً اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جس طرح کہ میرے مسلک کے کسی خطیب پر ہو۔ اس لئے اس حملے کے متعلق اظہار نفرت کرنا فقط میرا ہی فرض نہیں۔ بلکہ ہر فرقہ کے اعتدال پسند عالم کا فرض عین ہے کہ ایسے حملوں سے اظہار نفرت کرے۔ اگر اظہارِ نفرت نہ کیا گیا۔ تو سارے معاشرے میں یہ آگ پھیل سکتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس کی لپیٹ میں ہزاروں جانیں آجائیں۔ اور کئی گھر برباد اور کئی سوہاگنیں بیوہ اور کئی بچے یتیم ہو جائیں۔ اس لئے حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ فوراً اس آگ کو بجھائے ورنہ یاد رہے کہ ایسے علماء کرام کی یہ تحریک پاکستان کی رعایا میں تفرقہ انداز کرکے پاکستان کی بنیادوں کو بھی کھوکھلا کر دے گی۔

افسوسناک تازہ واقعہ

منقول از الاعتصام لاہور ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء

" حافظ مشتاق احمد پر قاتلانہ حملہ۔ انجمن اہلحدیث رجسٹرڈ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ کی طرف سے ہمیں ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جس میں وہاں کی جامع مسجد اہلحدیث کے خطیب حافظ مشتاق احمد صاحب پر قاتلانہ حملہ کے متعلق کچھ تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ اس اطلاع کا تعجب خیز پہلو یہ ہے کہ اس میں واقعات کی روشنی میں پولیس کے رویّہ کو بھی جانبدار ثابت کیا گیا ہے۔ سانگلہ ہل کا واقعہ چونکہ بہت ہی سنجیدہ غور و فکر کا طالب ہے۔ اس لئے ہم یہ خبر پوری کی پوری یہاں نقل کرتے ہیں۔ اس سے قبل بھی اس نوعیت کے واقعات متعدد مقامات میں رونما ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ہم متعلقہ محکمہ سے گزارش کریں گے۔ کہ وہ اس کا کوئی مستقل اور قابلِ عمل حل تلاش کرے۔ اور فسادی گروہ کو پوری سختی سے اس فعل مذموم سے روک دے۔ اگر حکومت نے فوری طور پر اس مسئلہ کو خاص اہمیت نہ دی۔ تو خطرہ ہے کہ ملک کے حالات خراب ہو جائیں گے اور فسادی عنصر ہر جگہ شرفاء کی بےعزتی کرنے پر اُتر آئے گا۔ ان الفاظ کے بعد آپ وہ خبر ملاحظہ فرمائیے۔ جو ہمیں سانگلہ ہل کی انجمن اہلحدیث کی طرف سے "حافظ مشتاق احمد پر قاتلانہ حملہ" کے عنوان سے موصول ہوئی ہے " ملک پاکستان میں لاقانونیت اور غنڈہ گردی کی بھی انتہا ہو چکی ہے۔ مورخہ ۱۲/۷/۵۷ بروز جمعۃ المبارک کو جبکہ حافظ صاحب خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک اجنبی پٹھان صفوں کو چیرتا ہُوا حملہ کی صورت میں منبر کے قریب پہنچ رہا تھا۔ لیکن حافظ صاحب نے دو تین قدم پیچھے ہی اس کی بدنیتی کو محسوس کرتے ہوئے ڈانٹا۔ مگر ابھی وہ اپنے آپ کو عاشق رسول کہلا حملہ آور ہُوا ہی چاہتا تھا۔ کہ سامعین نے فوراً

اُٹھا کر پکڑ لیا- افرا تفری پھیل جانے کی وجہ سے اسی وقت نماز جمعہ پڑھ لی گئی اور اور پولیس کو بُلا کر ابھی اس ملزم کو ان کے حوالے نہیں کیا تھا کہ باہر سے سو ڈیڑھ سو بریلوی حضرات آکر کہنے لگے کہ ہمارا آدمی ہمارے حوالہ کر دو- معتبرین مسجد نے کہا کہ غیر آئینی طور پر ملزم کو کیسے چھوڑ دیا جائے لیکن انہوں نے جوابی صورت میں مسجد کے نمازیوں پر خشت باری شروع کردی- ایسا سنگین اور صحیح واقعہ پولیس کے گوش گزار کرنے کے باوجود پولیس نے معمولی اور رسمی ڈانٹ ڈپٹ کئے بغیر چھوڑ دیا- درانحالیکہ ملزم پولیس کے رو برو اپنے آپ کو غازی کہہ رہا تھا- یہ سب کچھ بریلوی پارٹی کی منظم سازش کے تحت ہُوا-"

انتہا پسند علماء کرام کی چشم بصیرت کیلئے

ایک نور افزا سرمہ

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گروہ بظاہر مسلمان اور اور دل میں مخالف اسلام تھا- جسے منافق کے نام سے قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے اور ان کے دل میں جو اسلام سے دشمنی تھی- اس کا اعلان بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آچکا

مثلاً ۱

اللہ تعالےٰ کا ارشاد کہ یہ لوگ بے ایمان ہیں

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ- اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے- حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں-

۲- وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ- اللہ اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں- حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں اور نہیں سمجھتے-

حاشیہ شیخ الہند رح

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہٗ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں- "یعنی ان کی فریب بازی نہ خدا تعالےٰ کے اُوپر چل سکتی ہے کہ وہ عالم الغیب ہے- اور نہ مومنین پر کہ حق تعالےٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرائن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے- بلکہ ان کی فریب بازی کا وبال اور اس کی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے- مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے- اور نہیں سمجھتے اگر غور کریں تو سمجھ لیں کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچتا- بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے-"

۳- وہ لوگ مفسد بھی ہیں

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ- اور جب انہیں کہا جاتا ہے- کہ ملک میں فساد نہ ڈالو- تو کہتے ہیں کہ ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں- خبردار بیشک وہی لوگ فسادی ہیں- لیکن نہیں سمجھتے-

حضرت شیخ الہند رح کا حاشیہ

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رح کا حاشیہ "خلاصہ یہ ہے- کہ منافقین بچند وجوہ فساد پھیلاتے ہیں- اوّل تو خواہشات نفسانیہ میں منہمک تھے- اور انقیاد احکام شرعیہ سے کاہل اور متنفر تھے- دوسرے مسلمانوں اور کافروں دونوں کے پاس آتے جاتے تھے تیسرے کفار سے نہایت مدارات و مخالفت سے پیش آتے تھے- اور امور دین کی مخالفت پر کفار سے اصلاً مزاحمت نہ کرتے تھے- اور کفار کے اعتراضات و شبہات کو جو دین کی باتوں پر ہوتے تھے- مسلمانوں کے رو برو نقل کرتے تھے- تاکہ ضعیف الاعتقاد اور ضعیف الفہم احکام شرعیہ میں متردد ہو جائیں- اور جب کوئی ان فسادات سے ان کو منع کرتا تو جواب دیتے تھے کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں- اور چاہتے ہیں کہ تمام قوم اور ملک مثل زمانہ سابق شیر و شکر ہو کر رہیں- اور دین جدید کی وجہ سے جو مخالفت بڑھ گئی ہے- بالکل جاتی رہے- چنانچہ ہر زمانہ میں دُنیا طلب ہوا پرست ایسا ہی کہا کرتے ہیں-"

۴- منافق سچے مسلمانوں کو بیوقوف سمجھتے تھے

حالانکہ وہ خود بیوقوف تھے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ط اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○

سورہ البقرۃ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ- اور جب انہیں کہا جاتا ہے- ایمان لاؤ- جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں- خبردار وہی بیوقوف ہیں- لیکن نہیں جانتے-

حاشیہ شیخ الہند رح

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رح فرماتے ہیں- "سفہاء کہا سچے مسلمانوں کو کہ احکام خداوندی پر دل سے ایسے فدا تھے کہ لوگوں کی مخالفت اور اس کے نتائج بد سے اور انقلاب زمانہ کی مضرات گوناگوں سے اپنا بچاؤ نہ کرتے تھے- بخلاف منافقین کے کہ مسلمانوں کفار سب سے ظاہرا بنا رکھا تھا اور اغراض نفسانی کے سبب آخرت کا کچھ فکر نہ تھا- مصلحت بینی اس درجہ غالب تھی کہ ایمان و پابندی شرع کی ضرورت نہ سمجھتے تھے- دعویٰ زبانی اور ضروری اعمال بمجبوری ادا کر لینے پر قناعت تھی یعنی بیوقوف حقیقت میں منافقین ہی ہیں کہ مصالح و اغراض دنیوی پادر ہوا کی وجہ سے آخرت کا خیال نہ کیا- فانی کو لینا اور باقی کو چھوڑنا کس قدر حماقت ہے- اور مخلوقات سے ڈرنا کہ جن سے ہزار طرح اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں- اور علام الغیوب سے نہ ڈرنا کہ جہاں کسی طرح کوئی امر پیش ہی نہ جا سکے- کتنی جہالت ہے- اور صلح کل کیسے کہ جس میں احکم الحاکمین اور اس کے مقبول بندوں سے مخالفت کی جاتی ہے- مگر منافقین اس درجہ بیوقوف ہیں کہ ایسی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے-"

۵ ہم تو مسلمانوں پر تمسخر کرتے ہیں

اور

وہ ہمیں اپنی بیوقوفی کی بناء پر مسلمان سمجھتے ہیں

(وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ج وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ لا قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۲ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور جب ایمانداروں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں - ہم تو تمہارے ساتھ ہیں - ہم تو صرف ہنسی کرنے والے ہیں۔"

۶ منافق رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے دشمن ہیں

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝) سورہ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں - ہم گواہی دیتے ہیں - کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں - اور اللہ جانتا ہے - کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں - اور اللہ گواہی دیتا ہے - کہ بے شک منافق جھوٹے ہیں -

منافقین کے متعلق مذکورۃ الصدر چھ شکایتیں

(۱) اگرچہ بظاہر مسلمان ہیں - اندر سے بے ایمان ہیں - (۲) اللہ تعالےٰ اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں (۳) وہ لوگ مفسد ہیں (۴) منافق سچے مسلمانوں کو بیوقوف سمجھتے ہیں (۵) مسلمانوں پر تمسخر کرتے ہیں (۶) منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دشمن ہیں -

اے انتہاپسند علماء کرام

آپ نے کچھ سمجھا - باوجودیکہ منافق بے ایمان ہیں - دھوکے باز ہیں - مفسد ہیں۔ مسلمانوں کو بیوقوف بناتے ہیں مسلمانوں کا تمسخر اُڑاتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں - کیا اللہ تعالےٰ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا؟

کیوں قتل نہیں کیا

کہ وہ بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا اقرار کرتے ہیں - مسجد میں آکر نماز بھی پڑھتے ہیں اگرچہ دکھلاوے کی پڑھتے ہیں - بظاہر اسلام کو ماننے کے باعث انہیں قتل نہیں کیا گیا -

اے انتہاپسند علماء کرام

تم جن مسلمانوں کو قتل کرا رہے ہو اور یہ تحریک جو تم نے چلا رکھی ہے۔ کبھی کسی عالم پر حملہ ہو جاتا ہے کبھی کسی عالم پر حملہ ہو جاتا ہے - تمہیں کلمہ گو مسلمانوں کو قتل کرنے کے جواز کا فتویٰ کہاں سے مل گیا - تمہیں یہ حق کس نے دیا - جو لوگ اسلام کے ہر حکم کو ماننے کا اقرار کریں - اور حتی الوسع عمل کرتے بھی نظر آئیں - آپ عوام مسلمانوں کو اشتعال میں لاکر ان پر حملے کرا دیں -

اے انتہاپسند علماء کرام

یاد رکھو - تمہاری یہ روش اللہ تعالےٰ کی منشاء کے خلاف ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ کے خلاف ہے - صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم کے طریقہ کے خلاف ہے - اور اپنے بزرگوں فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالےٰ کے طریقہ کے خلاف ہے - کیا ثابت کر سکتے ہو کہ وہ حضرات اپنے وقت میں اپنے مخالفوں کو قتل کرانے کے لئے اپنے تابعداروں سے ایسے حملہ کرایا کرتے تھے ؟

اے انتہاپسند علماء کرام

کان کھول کر سُنو - کہ فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالےٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اسے بھی کافر نہ کہا جائے -

اے انتہاپسند علماء کرام

جن لوگوں پر تم قاتلانہ حملے کرا رہے ہو کیا تمہیں ان میں کوئی وجہ اسلام کی نظر نہیں آتی - کیا وہ لوگ کلمہ نہیں پڑھتے - کیا وہ لوگ نمازیں نہیں پڑھتے - کیا وہ لوگ رمضان مبارک کے روزے نہیں رکھتے - کیا وہ لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں - کیا وہ لوگ حج نہیں کرتے - کیا وہ لوگ سیدالمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین نہیں مانتے -

اے انتہاپسند علماء کرام

شرعی نقطۂ نگاہ سے آپ کے پاس اس مسلم کش تحریک کا کوئی ثبوت نہیں ہے - علاوہ اس کے آپ کے اس طرزِ عمل سے اسلام کی توہین ہے - دین سے نا آشنا طبقہ یہی خیال کرے گا - کہ اسلام ہی نے ان علمائے کرام کو اس فرض کے انجام دینے کی طرف توجّہ دلائی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق طبائع میں یہ گمان پیدا ہو جائے گا - کہ ان تقدس مآب علماء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ تعلیم دی ہوگی کہ جو شخص تمہارا ہمخیال نہ ہو اس کی گردن اُڑا دو - علاوہ اس کے مملکت پاکستان کی بدنامی ہے کہ پاکستان میں ایسے تنگدل علماء کرام رہتے ہیں - جو فقط اپنی پارٹی کو زندہ رکھ کر باقی سب پارٹیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں -

کیا آپ حضرات کی اس میں بدنامی نہیں ہے

اے انتہا پسند علماء کرام مہربانی فرماکر اپنے مسلم کش فیصلے پر نظر ثانی کیجئے اور اس تحریک کو فوراً بند کر دیجئے - اور مسلمانانِ پاکستان میں اتحاد و اتفاق اور باہم ہمدردی کی رُوح پھونکئے -

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس ذکر

منعقدہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۵۷ء

الحب للہ والحب مع اللہ

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اللہ تبارک و تعالےٰ محض اپنے فضل سے ہمیں اپنے دروازے پر لاتا ہے - جو خلوص نیت کے ساتھ اس کے دروازے پر آتا ہے - پھر خالی ہاتھ اسے وہ بھی نہیں لوٹاتا - یہ الگ بات ہے کہ اس کا عطیہ ہر شخص کو محسوس نہ ہو - مزید دعا کیجئے اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی رحمت سے حصّہ وافر عطا فرمائے - اس کی صورت یہی ہے کہ اس کی رحمت کو حاصل کرنے کے جو طریقے ، اعتقادات ، معاملات اور عبادات میں خود اس نے تجویز فرمائے ہیں - انہیں استعمال میں لایا جائے - اللہ تعالیٰ کے دروازے پر آنے سے طبیعت میں عجیب رنگ پیدا ہوتا ہے - آپ خود محسوس کرتے ہوں گے کہ پہلے آپ کن لوگوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے اور کن مجالس میں آپ کا آنا جانا تھا اور جب سے خدا نے اپنے دروازے پر آنے کی توفیق دی ہے - تب کن لوگوں کے ساتھ آپ اُٹھتے بیٹھتے ہیں اور کس قسم کی مجلسوں میں آنے جانے کو جی چاہتا ہے - جب آپ خود غافل تھے تو غافل دنیا داروں کی محفلوں میں آنے جانے کو پسند کرتے تھے - مگر اب جبکہ آپ خود ذاکر ہیں - ذاکروں کی ہی صحبت و ہمنشینی کو باعث عزت و نجات خیال کرتے ہیں - میرا اپنا یہی حال ہے اور یہی جی چاہتا ہے - کہ جب تک زندہ ہوں - ذاکروں کے جتھے کے ساتھ رہوں اور اللہ تعالےٰ اسی حالت میں اس دنیا سے جانے کی توفیق دے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے - کہ آدمی کو جس کے ساتھ محبت ہوگی - قیامت کے دن اُسی کے ساتھ اُٹھایا جائیگا - یہ تمہید تھی آج جو کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں وہ ہے "الحبّ للہ والحبّ مع اللہ" محبّت کی دو قسمیں ہیں ایک "الحبّ للہ" اس پر میں پہلے بھی بعض اوقات روشنی ڈال چکا ہوں - یعنی مومن کی اصلی و حقیقی محبت تو اللہ تعالےٰ کی ذات سے ہے لیکن اس کے علاوہ بھی جس کسی سے محبت یا نفرت کا تعلق ہوگا - وہ بھی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوگا - چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ جو محبت کرے اللہ کے واسطے اور بغض رکھے اللہ کے واسطے اور نہ دے تو اللہ کے واسطے ، اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا - مثلاً ایک بھائی نماز روزے کا پابند نہیں ہے - سمجھانے والوں کی ایک نہیں سُنتا غنڈوں بد معاشوں کے ساتھ اس کا بیٹھنا اُٹھنا ہے - ایک شخص کی طبیعت اس کو پسند نہیں کرتی - لیکن السلام علیکم پھر بھی کہتا ہے - کیونکہ اس سے کوئی ذاتی رنجش تو ہے نہیں - وہ آج سُدھر جائے تو اس سے تعلقات بڑھانے کو تیار ہے یہ الحب للہ و البغض للہ کے تحت میں آئے گا -

لیکن عام لوگوں کو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے کل معاملات دنیا داری کے نکتہ نظر سے ہوتے ہیں - مثلاً ایک شخص نے اپنے بیٹے کے لئے کسی کے ہاں سے رشتہ لینا ہے - دو سال پہلے ہی اس سے راہ و رسم بڑھا لیں گے - اب ان کے ہاں آنا جانا - کھلانا - پلانا ، دُکھ سُکھ میں شریک ہونا محض اس رشتہ کے خیال سے ہوگا - اگر کسی وجہ سے انہوں نے لڑکی دینے سے انکار کر دیا تو بس تعلقات ختم اور لڑائی شروع - یہ الحب للہ میں داخل نہیں ہے - بلکہ رشتہ کے خیال سے تعلقات بڑھائے تھے اور اس میں ناکامی کی وجہ سے تعلقات ختم کر دیئے - لیکن آپ لوگوں میں کوئی خانقاہ ڈوگراں سے آیا ہے کوئی شیخوپورہ سے آیا ہے - کوئی لاہور کے کسی محلّہ سے آیا ہے تو کوئی کسی محلہ سے - یہ محض یاد خدا کے لئے آپ لوگوں کا دروازہ خدا پر آنا الحب للہ میں داخل ہے - لیکن افسوس اس بات کا ہے - کہ ۱۵ - ۱۶ لاکھ کے لاہور میں سے صرف اتنے آدمی آئے ہیں - آپ اندازہ کیجئے لاہور میں کل کتنی مسجدیں ہیں - اور ان میں خدا یاد کرنے کے لئے کتنے آتے ہیں ، بہر حال جو آئے ہیں - ان کے لئے استقامت کی اور جو نہیں آتے - ان کے لئے ہدایت کی دُعا کرتے ہیں اللہ تعالےٰ سب کو اپنا شوق اور اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائے - آمین

الحب للہ کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ جس کسی سے تعلقات قائم کریں - تو محض رضا الٰہی کے لئے کریں - مثلاً ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں تو اللہ کے واسطے ، بیوی کی دلجوئی کرتے ہیں تو اللہ کے واسطے اولاد کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں - تو اللہ کے واسطے - نوکروں سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے ہیں تو اللہ کے واسطے -

دوسری قسم ہے **الحب مع اللہ** جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے - بندے کا اپنے خالق سے اصل تعلق تو اُنس و محبّت کا ہے اور محبّت کا معیار و مدار اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران ۴)

ترجمہ :- آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو - اللہ تم سے محبّت کرنے لگے گا - اس آیت میں اپنے مالک حقیقی کی محبّت کا دعوےٰ کرنے والوں کے لئے جانچ اور پرکھ کا معیار اتباع رسول بتایا گیا ہے کہ جو جتنا زیادہ متبع رسُول ہوگا - اسی قدر اس کی محبّت میں سچّا اور پکا سمجھا جائے گا - جس کا انعام یہ دیا جائیگا کہ اللہ تعالےٰ اس سے محبّت کرنے لگے گا - یعنی اسے ہر طرح کی ظاہری و باطنی عنایتوں سے نوازا جائے گا - اور مغفرت سے سرافراز فرمایا جائے گا - تو گویا محبّت کے دو درجے ہوئے - ایک یہ کہ خدا کے سوا جس کسی سے محبت کی جائے - مثلاً ماں ، باپ ، بہن ، بھائی - اعزّہ و اقربا اور استاد وغیرہ

سے وہ بھی اللہ کے لیئے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے ہونی چاہیئے جیسا کہ ابھی حدیث شریف سے ثابت ہوا یہ "الحب للہ" ہے۔ دوسرا یہ کہ بالراست اللہ تعالےٰ کے ساتھ محبت ہو۔ یہ "الحب مع اللہ" ہے۔ یعنی جیسے ایک تو کسی بزرگ سے تعلق خاطر کی بنا پر اس کے کسی آدمی سے مروت برتی جائے۔ اور دُوسرے خود اس بزرگ کے ساتھ محبت و اُلفت اور عقیدت و ارادت کا تعلق ہو۔ ان دونوں میں کافی فرق ہے۔ جب محبت کا کنکشن براہ راست اللہ تعالےٰ سے جڑ جائے تو پھر مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ جو خدا کا ہو جائے گا خدا اس کا ہو جائے گا۔ پھر عطائے تو بہ لقائے تو بخشیدم، کا جذبہ پیدا ہوگا۔ یعنی جو کچھ تیرا دیا دلایا ہے قوت دید۔ قوت گویائی۔ قوت شنوائی۔ چلنے پھرنے کی طاقت، اپنی جان اپنا مال سب تیرے راستے میں؛ تیرے حکم کے مطابق۔ تیری رضا حاصل کرنے کے لیئے خرچ کر دیگا۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ اور اطاعت اور اطاعتِ رسول میں منحصر ہے یعنی جو جتنا خدا کو محبوب رکھتا ہے۔ اتنا ہی حبیب خدا کے نقش قدم چلے گا۔ تو اتنا ہی محبوب بارگاہ الہی ہو گا۔ کیونکہ دنیا میں آج نہ تو کسی نبی کی تعلیمات محفوظ ہیں۔ نہ کسی نبی کی سیرت مبارکہ اسی طرح محفوظ ہے کہ اس کی جلوت کی زندگی اور خلوت کی زندگی۔ اس کی سیاسی زندگی اور اخلاقی زندگی کا ایک ایک واقعہ اور ایک ایک لمحہ ہمارے سامنے آئینہ کی طرح موجود ہو۔ اس لیئے پیغمبر کے سوا دوسرے کسی شخص کی پرائیویٹ زندگی میں دخل دینے اور اس کے پوست کندہ حالات معلوم کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ جو شخص اپنی ڈیوٹی پورے طور پر انجام دیتا ہے بس کافی ہے۔ اس کی داخلی زندگی سے ہمیں بحث نہیں لیکن پیغمبر کی جس طرح پبلک زندگی ہمارے لئے باعثِ تقلید ہے۔ اسی طرح اس کی خلوت کی زندگی لائق عمل ہے۔ مثلاً تعلقات زوجین پرائیویٹ زندگی کا ایک باب ہے۔ اس میں بھی اتباع کے بغیر چارہ نہیں۔ مثال کے طور پر عورت کے ایام ماہواری کو لیجئے۔ یہودی اسی زمانہ میں عورت سے من کل الوجوہ پرہیز کرتے تھے۔ اور کفار مکہ ہر طرح سے تمتع جائز سمجھتے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان کا راستہ اختیار فرمایا کہ نہ تو ہر قسم کے تعلقات منقطع کیئے۔ اور نہ ہی ہمبستری تک نوبت آنے پائی۔

دُعا کیجئے اللہ تعالےٰ ہمیں دونوں قسم کی محبتیں نوازش فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنی مرضات کی توفیق دے

آمین

ضروری اعلان

مرکزی جمعیتہ علمائے اسلام مغربی پاکستان کا آرگن سہ روزہ ترجمان اسلام لاہور ۲۶ر جون ۱۹۵۷ء سے آسمان صحافت پر نمودار ہو چکا ہے۔ جسکی سرپرستی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب صدر مرکزیہ۔ ادارت کے فرائض حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلےٰ وغیرہ انجام دے رہے ہیں۔ ماشاء اللہ پاکستان میں اسلامی انقلابات کا یہ داعی موجودہ غیر اسلامی سیاست اور باطل فرقوں پر کڑی تنقید اور صحیح اسلامی سیاست پیش کرنے میں اپنی مثال آپ ہے۔ قارئین خدام الدین سے درخواست ہے کہ وہ سہ روزہ ترجمان اسلام لاہور کی سرپرستی قبول کرکے حمیت اسلامی کا ثبوت دیں اور اسکی اشاعت کو بڑھا کر جمعیتہ مرکزیہ کی آواز کو زیادہ کانوں تک پہنچانے میں تعاون کریں۔

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

کے لئے سد راہ ہے۔

بد قسمتی سے ہمارے ملک میں متشدد افراد عوام کے جذبات سے کھیلنا ایک دلچسپ شغل سمجھتے ہیں۔ مخالف فرقہ یا جماعت کے رہنماؤں اور قائدین کا تمسخر اُڑانے میں ان کو مزا آتا ہے۔ بعض دفعہ عقیدت کے نازک جذبات کو ابھار کر اپنے پیروکاروں کو مخالفوں کی جان و مال پر حملہ آور ہونے کی بالواسطہ ترغیب دیتے رہتے ہیں۔

دین و مذہب اس کا نام نہیں کہ کسی کی زبان و قلم سے دوسروں کے جذبات مجروح ہوں۔ وہ ایسا کرکے مذہب و ملت کی کوئی خدمت انجام نہیں دیتے۔ بلکہ سب سے زیادہ خود اسی فرقہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جس کا وہ دم بھر رہے ہوتے ہیں ہم اخلاق اور اصول کے نام پر ایسے عناصر سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آتش بازی کو اپنا شعار قرار نہ دیں۔ مذہب اور سیاست لا قانونیت نہیں سکھاتے۔ حکومت سے بھی درخواست ہے کہ ملک میں ایسے افراد جو سلامت روی کا دامن چھوڑ دیتے ہیں ان پر کڑی نگرانی رکھے اور تشدد پسند افراد سے ملت و ملک کو پاک کرے۔ ورنہ اُن کے اعمال کا نتیجہ خود ان کے حق میں تو کسی طرح بھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ خطرہ ہے کہ یہ ملک میں فساد کی طرح نہ ڈال دیں۔

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَکْثُرَ الْجَھْلُ وَیَکْثُرَ الزِّنَا وَیَکْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَیَقِلَّ الرِّجَالُ وَتَکْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ امْرَاَۃً اَلْقَیِّمُ الْوَاحِدُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَقِلُّ الْعِلْمُ وَیَظْھَرُ الْجَھْلُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ :۔ انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی علامتیں یہ ہیں کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہوگی زنا کثرت سے ہوگا۔ شراب بہت پی جائیگی مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک مرد ہوگا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ علم کم ہوگا اور جہالت زیادہ ہوگی۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ ۔ جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے بہت سے جھوٹے پیدا ہوں گے۔ تم ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ (یعنی جھوٹوں سے مراد یا تو جھوٹی حدیثیں بنانے والے ہیں یا مدعیانِ نبوت)

ف۔ مراد جھوٹوں سے یا تو وہ ہیں کہ حدیثیں جھوٹی بناویں گے اور یا وہ کہ دعوے پیغمبری کا کریں گے اور یا وہ کہ بدعتیں نکالیں گے اور خواہشیں فاسدہ اور اپنے اعتقادات باطلہ کو صحابہؓ اور اگلے بزرگوں کی طرف نسبت کریں گے۔ اور گمان کریں گے کہ طریقۂ حق اور راہ سنت کی یہی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ قَالَ کَیْفَ اِضَاعَتُھَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ (رواہ البخاری)

ترجمہ :۔ ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کر رہے تھے۔ کہ ایک دیہاتی آیا اور آپؐ سے دریافت کیا۔ کہ قیامت کب ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب امانت ضائع ہو جائے یعنی دیانت و امانت یا احکام شرع کا خاتمہ ہو جائے۔ تب تو قیامت کا انتظار کر۔ دیہاتی نے عرض کیا امانت کیوں کر ضائع ہوگی۔ فرمایا۔ جب حکومت کو نا اہل کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو تو قیامت کا انتظار کر

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَھَبٍ یَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَیْہِ فَیُقْتَلُ مِنْ کُلِّ مِائَۃٍ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ وَیَقُوْلُ کُلُّ رَجُلٍ مِّنْھُمْ لَعَلِّیْ اَکُوْنُ اَنَا الَّذِیْ اَنْجُوْ (رواہ مسلم)

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت نہ آئے گی۔ جب تک نہر فرات نہ کھل جائے گی (یعنی خشک نہ ہو جائے گی) اور اس کے اندر سے سونے کا پہاڑ نکلے گا۔ لوگ اس خزانہ کو حاصل کرنے پر لڑیں گے۔ اور ان لڑنے والوں میں سے ننانوے فی صدی مارے جائیں گے ان میں سے ہر شخص یہ کہے گا۔ کہ شاید میں زندہ بچ جاؤں اور اس خزانہ پر قبضہ کر لوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَی الْقَبْرِ فَیَتَمَرَّغُ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَکَانَ صَاحِبِ ھٰذَا الْقَبْرِ وَلَیْسَ بِہِ الدِّیْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ (رواہ مسلم)

ترجمہ :۔ ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ دنیا کے ختم ہونے سے پہلے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا اور قبر پر لوٹ کر حسرت سے کہے گا کہ کاش میں اس شخص کی جگہ ہوتا جو قبر میں ہے اور یہ بسبب خواہش دین نہ ہوگی۔ بلکہ بوجہ مصیبت بلا ہوگی

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَقِیءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ کَبِدِھَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ فَیَجِیءُ الْقَاتِلُ فَیَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا قَتَلْتُ وَیَجِیءُ الْقَاطِعُ فَیَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِیْ وَیَجِیءُ السَّارِقُ فَیَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا قُطِعَتْ یَدِیْ ثُمَّ یَدَعُوْنَہٗ فَلَا یَاْخُذُوْنَ مِنْہُ شَیْئًا (رواہ مسلم)

ترجمہ :۔ ابی ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو نکال کر باہر پھینک دے گی جو سونے چاندی کے ستونوں کی مانند ہوں گے۔ ایک شخص جس نے اس مال کے لئے لوگوں کو قتل کیا ہوگا۔ آئے گا اور کہے گا۔ کیا اسی مال کو حاصل کرنے کے لئے میں نے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ پھر وہ شخص آئے گا۔ جس نے قرابتداروں سے تعلق منقطع کر لیا ہوگا اور کہے گا۔ کیا اسی مال کیلئے میں نے رشتہ داروں سے قطع تعلق کیا ہے۔ پھر چور آئے گا۔ اور کہے گا۔ کیا اسی مال کے لئے میرا ہاتھ کاٹا گیا ہے۔ ان میں سے کوئی شخص اس مال میں سے کچھ نہ لے گا۔ اور اس کو یونہی پڑا رہنے دے گا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِیْفَۃٌ یُقَسِّمُ الْمَالَ وَلَا یَعُدُّہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ اُمَّتِیْ خَلِیْفَۃٌ یَحْثِی الْمَالَ حَثْیًا وَلَا یَعُدُّہٗ عَدًّا (رواہ مسلم)

ترجمہ :۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا۔ (یعنی امام مہدیؑ) جو مال کو لوگوں میں خوب تقسیم کرے گا اور جمع کرکے اپنے پاس نہ رکھے گا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو ہاتھوں میں بھر بھر کر مال لٹائے گا۔ اور اس کو شمار نہ کرے گا۔ (مسلم۔

محسنہ کائنات

(از جناب ماسٹر اول دین صاحب آخگر خانقاہ ڈوگراں)

قسط نمبر ۲۴

"اٹھارہ دن گزر گئے۔ مگر انور کا بخار ایک لمحے کے لئے بھی کم نہیں ہُوا۔ کئی دنوں سے اُس کے مُنہ میں ایک حبّہ تک نہیں گیا۔ غذا کا ذکر کیا جبکہ دوائی بھی بڑی مشکل سے حلق تک پہنچاتے ہیں۔ نذیراں رات دن کے غموم و ہموم کے سبب ایک جسدِ بے رُوح نظر آتی ہے۔ رنگ زرد پڑ گیا ہے گھر کے کاروبار میں ہاتھ ڈالنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ سارا سارا دن انور کے سرہانے بیٹھی رہتی ہے۔ ابھی پنکھا ہو رہا ہے۔ اور ابھی مالش کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ابھی دلیا پکایا جا رہا ہے۔ اور ابھی آش جو تیار ہو رہی ہے۔ گھبراہٹ یہ ہے کہ انور نے ایک ہفتے سے کوئی بات تک نہیں کی۔ نہ پانی مانگا۔ نہ دوائی سے انکار کیا۔ بشیر بھی جب اپنے برابر کے بیٹے کو یُوں دستِ اجل میں دیکھتا ہے۔ تو بیچارہ کلیجہ مسوس کر رہ جاتا ہے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب آج کے دن تک بشیر کے گھر ہی موجود ہیں۔ اور انور کی ہرطرح کی پرداخت میں بلا جھجک حصّہ لے رہے ہیں۔ زہرہ اور صفیہ ہروقت منتظر ہیں کہ کیا انور کا بخار اُترے اور کب وہ اپنے اپنے گھروں کو سدھاریں۔ ایک چیز جو سب سے زیادہ قابلِ ستائش ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ نذیراں کی طبیعت میں ایک بہت بڑا تغیّر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ اپنے بچّے (انور) کی صحت کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب کی نصیحت و ترغیب اور اُس کی اپنی ضمیر کی ملامت و ہدایت کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ اپنی ساس اور ناندوں سے اپنی سابقہ بدسلوکی کی معافی مانگنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ اور خُدا کا کرنا بھی یہ ہوتا ہے۔ کہ اُسی صبح کو انور کا بُخار اُتر جاتا ہے۔"

ہاجراں۔ بیٹا عبدالعزیز آپ کی نصیحت آموز باتوں نے نذیراں جیسی اکھڑ مزاج لڑکی پر بھی اپنا اثر خوب دکھایا ہے۔

مولوی صاحب۔ خالہ جی! اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مقبولؐ کے ارشادات میں بڑی برکت ہے۔ مگر ہم نے دیکھا ہے کہ اکثر لوگ اس سعادت سے بھی محروم رہتے ہیں۔

ہاجراں۔ اب تو نذیراں۔ زہرہ اور صفیہ کو بھی پیار سے بُلاتی ہے۔

مولوی صاحب۔ خالہ جی! دراصل بشیر کی توبہ اور اس کا خود ناصحانہ رویّہ بھی بڑی حد تک مفید ثابت ہُوا۔ نذیراں کو چند دنوں میں ہی یقین ہو گیا۔ کہ بشیر اُس کے ناجائز مطالبات ہرگز پورے نہیں کریگا۔ اور ساتھ ہی انور کی بیماری نے نذیراں کی پُرنخوت طبیعت کو فروتنی اور بے بسی پر مجبور کر دیا۔ میں نہیں کہتا کہ یہ تبدیلی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے یا موجودہ حالات کا وقتی نتیجہ ہے۔

زہرہ۔ بھائی صاحب! ہماری تو دلی دُعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارے بابل کے گھر کو ہمیشہ آباد رکھے۔ انور کی بیماری نے تو ہماری جان نکال رکھی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے گناہوں کو نہ دیکھے۔ اپنے فضل پر نگاہ فرمائے۔ اور ہمارے بشیر کے لختِ جگر کو جلد شفا عطا فرمائے۔

صفیہ۔ بھائی جی! خُدا شاہد ہے۔ نذیراں کی بدسلوکی کے باوجود بھی ہماری زبان سے ہمیشہ دُعائیں ہی نکلیں۔ اور اب کی بار تو نذیراں اور بشیر کے آنسو دیکھ کر ہمارا جگر پھٹ رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے بھیّا کے گھر کو آباد رکھے۔ لے اللہ۔ میرے بابل کی نسل سے نگریاں آباد ہوں۔

(اتنے میں نذیراں بھی باہر سے آجاتی ہے۔ اور مولوی عبدالعزیز اس کو مخاطب کرکے ایک مختصر مگر نہایت جامع گفتگو کرتے ہیں۔ جو نذیراں کی توبہ پر منتج ہوتی ہے)

مولوی عبدالعزیز۔ بہن نذیراں! میں خدائے قدوس کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ ہم ابھی تیری تعریف کر ہی رہے تھے کہ تو بھی آگئی۔ تیری ساس اور بیچاری نانِدیں تیرے فکر و غم میں پوری پوری شریک ہیں۔ تیری بہن زینب تجھ سے بڑھ کر انور کی خدمت میں حصّہ لے رہی ہے۔ تیری روح کا اطمینان اسی میں ہے کہ تیرا انور فی الفور تندرست ہو جائے۔ تیری آنکھوں کے سامنے جوان ہو۔ اور تو اُس کو ہزار شوق سے بیاہے۔ (نذیراں پر ان باتوں کا جادو اپنا پورا اثر دکھا رہا ہے۔ اور اس کی آنکھیں سرشک آلود ہو رہی ہیں) اُدھر بھائی بشیر بھی انور کی مصیبت میں اتنا کمزور ہو چکا ہے۔ جیسے کوئی مدقوق ہو۔ ہر وقت حکیم کے پیچھے یا عطار کی دکان پر۔ لیکن بچّہ ہے۔ کہ کئی دنوں سے بے ہوش پڑا ہے۔ یہ پہلوٹھی کا بیٹا۔ کل کو باپ کے برابر جوان ہونے والا ہے۔ مگر اب تو بیماری نے بہت ہی نحیف کر دیا ہے (نذیراں رو رہی ہے اور ہاجراں۔ زہرہ اور صفیہ وغیرہ سب غم و الم میں ڈوبی ہوئی بیٹھی ہیں) حقیقت میں یہ بڑی آزمائش ہے۔ ایاک نستعین کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ ہم ہر مصیبت میں رحمتِ یزداں ہی سے فریاد کریں۔ اپنے سابقہ گناہوں سے دلی طور پر توبہ کریں۔ اپنے لواحقین کے حقوق ادا کریں۔ خلقِ خدا سے حُسنِ سلوک کا مکمل تہیہ کریں۔ بڑوں کی عزّت چھوٹوں پر رحم و شفقت اور برابر کے لوگوں کی ہر طرح عزّت و توقیر ہمارا شیوہ ہو۔ مختصر یہ کہ اس چند روزہ زندگی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نگاہ میں رکھیں اور پھر نہایت عجز و نیاز سے اپنی فروگزاشتیں تا دمِ واپسیں پروردگارِ عالم کے حضور میں پیش کرتے رہیں۔

بہن نذیراں! میں تو اپنی خدا داد بصیرت کی بنا پر تجھ کو اور بھائی بشیر کو آج مبارک باد دینا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے تیری ساس اور تیری مسکین نانندوں کو تیری تعریف کرتے ہوئے اور تیرے انور کے حق میں دعائیں کرتے ہوئے پایا ہے - لہٰذا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ان کی بے لوث دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی - تیرا بچہ فوراً ہی تندرست ہو جائیگا - تیرا گھر بفضل ایزد تعالیٰ آباد رہے گا -

(نذیراں پر بے خودی کا عالم طاری ہے - مولوی صاحب کی ہر بات اُس کے دل میں پوری طرح گھر کر رہی ہے)

نذیراں - (روتے ہوئے) میرے بھائی تیرے بچے جیتے رہیں - میں تیرا مطلب سمجھ گئی -

(اتنے میں انور کو دوائی دینے کا وقت بھی آگیا - اور سارے افراد خانہ انہی باتوں کے دوران میں انور کی طرف متوجہ ہوگئے - انور کے منہ میں چمچ کے ذریعے سے دوائی ڈالی گئی - مگر نصف سے زیادہ حلق سے نیچے نہ اتری اور منہ کے راہ باہر بہہ گئی - آج انور نے آنکھ بھی کھول کر نہ دیکھا - انور کی حالت کو دیکھ کر سب کے اوسان خطا ہو رہے ہیں - مگر مولوی عبدالعزیز کی موجودگی بھی ایک عجیب طرح کا سامانِ راحت رکھتی ہے)

نذیراں - (روتے ہوئے) بھائی عبدالعزیز! میرے بچے کی زندگی کا کوئی ذریعہ بتاؤ - یا خدا تعالیٰ سے دعا کرو - کہ میں اس سے پہلے مرجاؤں - (زار زار رونا شروع کر دیتی ہے اور باقی مستورات بھی رونے لگتی ہیں)

مولوی صاحب - نذیراں! حوصلہ کرو مسلمان کسی حالت میں بھی رحمت خداوندی سے نا امید نہیں ہوتا - سُنئے موت کی تمنا کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں - بہن نذیراں میرا تو مشورہ ہے کہ تو اپنے دل کو ہر طرح کی کدورت سے صاف کر کے اپنی ساس اور نانندوں کو اور بھی راضی کر لے - اور اس کے بعد پروردگار عالم سے اپنے بچے کی شفائے کامل و عاجل کے لئے دعا مانگے -

نذیراں - بھیا! آپ ہمارے گھر کے حالات سے پوری طرح واقف ہیں - آپ ہی تجویز بتائیں کہ مجھے کیا کچھ کرنا چاہیئے - میرا دل مجھے ملامت کر رہا ہے کہ میں نے بشیر کی ماں اور اُس کی بہنوں کے ساتھ ہمیشہ ہی بُرا سلوک کیا ہے - مگر اس کے باوجود ان کو میرے بچے کے ساتھ انتہائی درجے کی محبت ہے میں دیکھتی ہوں کہ زینب - زہرہ - صفیہ اور مائی ہاجراں سارا سارا دن اور ساری ساری رات انور کی پائنتی نہیں چھوڑتی ہیں - بھیا! اگر یہ نہ آتیں تو خدا جانے میرا کیا حشر ہوتا -

مولوی صاحب - نذیراں! میں آخری بات کہہ دیتا ہوں - جیسے تُو اپنی والدہ کی قدر کرتی ہے - اور اپنی بہن زینب سے محبت رکھتی ہے اسی طرح بشیر کی والدہ اور ہمشیرگان سے حُسنِ سلوک روا رکھ - اور پھر دیکھ کہ تیرے گھرانے پر بارانِ رحمت کا نزول کس کثرت سے ہوتا -

(نذیراں پر رقت طاری ہوگئی - نہیں بلکہ برسوں کی کدورت اُس کے دل سے دُھل کر آنسوؤں کے ذریعے بہہ نکلی - لیکن قارئین کو یاد رہے کہ نذیراں کی طبیعت کا یہ سارا انقلاب فقط مامتا کی ترجمانی کر رہا ہے - وہ اب ماں ہے - بہو بیٹی نہیں - وہ اپنے بچے انور کو تندرست اور زندہ دیکھنا چاہتی ہے - خواہ اُسے ایک ساس چھوڑ کئی ساسوں کے قدم چومنے پڑیں)

ہاجراں - بیٹا! ہمارے ساتھ سلوک اچھا ہو یا بُرا - اللہ تعالیٰ بشیر کا کلیجہ ٹھنڈا رکھے - اس کے بال بچے تندرست رہیں - - - - -

(افسوس - اس اثنا میں انور کی حالت پر مردنی چھا گئی - افرادِ خانہ آنسو بہانے لگے - بشیر حکیم صاحب کی طرف بھاگا - انور کے منہ میں عرق گاؤ زبان ٹپکایا گیا - الحمدللہ کہ اُس کی حالت جلد ہی ٹھیک ہوگئی - شام کے قریب حکیم صاحب تشریف لائے - ظاہری طور پر گھر والوں کو حوصلہ دیا - مگر در اصل حکیم صاحب آثار و قرائن سے اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے - کہ انور اس مرض سے جانبر نہیں ہوگا - مگر مغیباتِ ازمنہ ثلاثہ کا علم فقط اللہ تعالیٰ ہی کو ہے)

حکیم کے جانے کے بعد پڑوسن حمیداں نے آکر روٹی پکانے کا انتظام کیا - کیونکہ گھر والوں پر پوری مایوسی کا عالم طاری تھا -

حمیداں - نذیراں! آج مائی ہاجراں کے قدموں پر سر رکھ کر اپنی سابقہ کوتاہیوں کی معافی مانگ لے - اور زہرہ اور صفیہ کے دلوں کو بھی راضی کر لے -

مولوی صاحب - نذیراں میرا بھی یہی مقصد ہے کہ تو آج اپنی ساس یعنی اس گھر کی بزرگ ترین ہستی کو راضی کر لے - شاید خداوند تعالیٰ تیرے بچے کو تندرستی عطا فرمائے -

نذیراں - (زور سے رو کر مائی ہاجراں کے زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر) خالہ جان مجھے معاف کر دے - میں ہمیشہ تیرے حق میں گستاخی کرتی رہی - تیری لڑکیوں کو بُرا بھلا کہتی رہی - تیرے سعید کو ہر طرح تنگ کرتی رہی - یہی وجہ ہے - کہ مجھے آج یہ روز بد دیکھنا پڑا - اماں جان خدا را دل سے معاف کر دے -

ہاجراں - بیٹی - میں دلی طور پر آپ کی ہر بات سے درگزر کرتی ہوں - اللہ تعالیٰ تجھ کو معاف کرے - میں نے ساری زندگی تیرے گھر کی آبادی کے لئے دعائیں کیں - میری لڑکیوں نے پردیس میں بیٹھ کر اپنے بھائیوں کے حق میں دعائیں مانگیں - میرا سعید یتیم ہوا - اور تیری ہر طرح خدمت کرتا رہا -

نذیراں - اماں جان! بس اب میرے انور کی زندگی کے لئے دعائیں مانگو - خدا تعالیٰ آپ سب کا بھلا کرے -

(اس موقعہ پر زینب - زہرہ - صفیہ اور باقی اہل خانہ نہایت غم میں ڈوبے ہوئے تھے - اور نذیراں کی بے بسی پر درس عبرت حاصل کر رہے تھے - نماز عشاء کا وقت ہوگیا - مولوی صاحب مسجد کو جانے سے پہلے فرما گئے - کہ مجھے امید واثق ہے کہ بفضلِ خدا تعالیٰ انور کا بخار کل صبح سے پہلے پہلے اُتر جائے گا - اور نذیراں کی توبہ کا ثمرہ اُس کو فی الفور ہی مل جائیگا -)

نذیراں کی معافی نے ہاجراں کی زبان میں تاثیر پیدا کر دی - نماز عشاء کے بعد

بقیہ محسنہ کائنات صفحہ ۱۱ سے آگے

مائی ہاجراں نے سجدے میں سر رکھ کر گڑگڑا کر دُعا مانگی جو بارگاہِ احد میں قبول ہُوئی۔ باقی افرادِ خانہ بھی ساری رات جاگتے ہی رہے۔ آج انور پر بُحران کی حالت طاری رہی۔ اور سحری تک اُس کا بُخار بالکل اُتر گیا۔ اُس نے ابّا جی کہہ کر آواز دی۔ پورے دس دن کے بعد انور کی آواز سُن کر اہلِ خانہ کے دلوں میں امید کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہاجراں اُس وقت بھی سجدے میں تھی۔ نذیراں نے آسمان کی طرف مُنّہ اُٹھا کر دُعا مانگی۔ زینب۔ زہرہ اور صفیہ پر عجیب محویت کا عالم طاری تھا۔ سعید بھی جاگ اُٹھا۔ دوڑ کر انور کی چارپائی پر آکر بیٹھ گیا۔ بشیر اور مولوی صاحب فوراً آموجود ہُوئے۔ خیر دن چڑھتے چڑھتے انور کی حالت میں ایک نمایاں فرق نظر آنے لگا۔ پڑوسنوں نے نذیراں اور ہاجراں کو مبارک بادیں دیں۔ گھر میں ہر طرف خوشی کے آثار نظر آنے لگے۔ آج عیادت کرنے والے احباب بھی ہشّاش بشّاش واپس جاتے تھے۔

القصّہ! نذیراں کی بدلی ہوئی روش دربارِ الٰہی میں اس قدر جلد قبولیت حاصل کر گئی کہ تمام گھر خیر و برکت سے بھر گیا۔ ہفتے عشرے تک انور بالکل چلنے پھرنے لگا۔ بلکہ زہرہ کے گھر انور کی منگنی کا انتظام بھی مولوی صاحب کی موجودگی میں ہی ہوگیا۔ جس سے نذیراں اور اُس کی نَندوں کے درمیان کی آتشِ مخاصمت سرد پڑ گئی۔ بشیر اور نذیراں اب زہرہ اور صفیہ کے گھروں میں آتے جاتے۔ بیچاری ہاجراں اس بابرکت انقلاب کو دیکھ کر ہر وقت خوش رہتی۔ اور خدائے قدوس کا شکر بجا لاتی۔

زہے قسمت! زہے نصیب! کہ اگلے سال بشیر مائی ہاجراں کو لے کر حج بیت اللہ شریف کو چلا گیا۔

کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی پھر مر گئے
انہوں نے دین کب سیکھا ہے جا کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

(اکبر الٰہ آبادی)

”اَللّٰہ ھُوْ“ کے پاک نام کا ذکر

(از جناب م - ح)

برسوں سے ارادہ کر رہا ہُوں کہ کچھ نہ کچھ لکھ کر موقر ہفت روزہ ”خدّام الدین“ لاہور کو بغرضِ اشاعت ارسال کیا کروں۔ لیکن خیالات مجموعۂ خیالات ہی بن کر دل کے اندر رہے۔ اس کی علّتِ غائی صرف یہی تھی کہ مَیں اس بلند پایہ اور مقدس صحیفہ کے معاونینِ قلم کی صف میں کسی حیثیّت سے شامل ہو جاؤں۔ جو کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ، کی زیر سرپرستی شائع ہو رہا ہے۔ اور جس کے قلمی معاون پاکستان کے ممتاز خطیب اور علمائے کرام ہیں۔

ایک ”مغرب زدہ“ کے لئے ہفت روزہ ”خدام الدین“ کی وساطت سے معزز قارئین ”خدّام الدین“ کو مخاطب کرنا یا اُن کے لئے کچھ لکھنا ایک صحیح گستاخی اور بے ادبی ہے۔ مگر دل کی مجبوریوں سے تنگ آکر آج اس ”جرم“ کا ارتکاب مجھے کرنا ہی پڑا۔ اور اب انشاء اللہ تعالےٰ گاہے گاہے اِس ”جرم“ کا اعادہ کرتا رہوں گا۔

”اَللّٰہ ھُوْ“ کے پاک نام کا ذکر ۱۹۴۹ء سے مسلسل کر رہا ہوں۔ بعد نماز تہجّد کم از کم ۲۵۰۰ دفعہ اور زائد از زائد ۳۰۰۰ بار اس پاک نام کا ورد کرتا ہوں۔ اور پھر صبح سے لے کر رات کو سوتے وقت تک با وضو۔ بے وضو چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے اس کا ذکر جاری رکھتا ہوں۔

اس پاک نام کے مسلسل ذکر سے میرے قلب و دماغ پر جو تاثرات پیدا ہُوئے ہیں۔ اُن کا مختصر حال برائے استفادہ قارئینِ ”خدام الدین“ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ طمانیت قلب پوری طرح سے حاصل زندگی ہو جاتا ہے۔ ذہنی خلفشار خود بخود مٹ جاتا ہے۔

۲۔ اعمالِ بد کی طرف سے طبیعت خود بخود متنفّر ہو کر اعمالِ صالح کی طرف رجوع کرتی ہے۔ حلال و حرام کا احساس ہو جاتا ہے۔

۳۔ اگر دن کے وقت غیر شعوری طور پر کوئی غلطی ہو جاتی ہے۔ تو رات کو عالمِ رویا میں اللہ پاک کی طرف سے مُتنبّہ کر دیا جاتا ہے خصوصاً ”کفر و شرک“ کے معاملہ میں۔

۴۔ کسی دنیوی معاملہ میں اگر کوئی اُلجھاؤ ہو یا آدمی متردّد ہو کہ اس معاملہ میں کیا کرے یا کیا نہ کرے۔ تو خواب میں اس کے متعلق ضرور اشارہ ہو جاتا ہے۔

۵۔ اس پاک نام کے ذاکر کو کم از کم اپنی زندگی کے آنے والے یا ہونے والے واقعات و حالات کا وقتاً فوقتاً علم ہوتا رہتا ہے۔ اور نیک و بد سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

۶۔ کوئی درست سمجھے یا غلط۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ اگر اس پاک اسم کا ورد نصف شب کے وقت کسی اندھیری جگہ پر مسلسل کیا جائے تو کچھ عرصہ کے بعد ذاکر کے اِرد گرد روشنی نمودار ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ روشنی لیمپ۔ دیا اور بجلی کی روشنی سے قطعی مختلف ہوتی ہے۔

۷۔ جسم کے کسی عارضہ کو دفع کرنے کے لئے اس پاک نام کے ذکر کے بعد جسم کے متاثرہ عضو یا حصّہ پر دم کرنا (پھونک مارنا) موجبِ صحت و شفا ہے۔

۸۔ اِس پاک نام کے ذکر سے جو سرورِ دل ذاکر کو حاصل ہوتا ہے اُس کی تشریح زبان و قلم کی قوّت سے باہر ہے۔

نوٹ

مندرجہ بالا میرے ذاتی تجربات ہیں کسی جگہ سے ماخوذ نہیں۔

ذکرِ الٰہی

(از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب میر پور خاص)

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں خدام الدین ۱۹- جولائی ۱۹۵۷ء)

(۱۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

(الزمر رکوع ۳ پارہ ۲۳)

(ترجمہ- اللہ ہی نے بہترین کتاب نازل کی ہے- یعنی کتاب باہم ملتی جلتی ہے- (اس کی آیات) دُہرائی جاتی ہیں جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں- پھر ان کی کھالیں نرم ہو جاتی ہیں- اور دل یاد الٰہی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں- یہی اللہ کی ہدایت ہے- اس کے ذریعے سے جسے چاہے راہ پر لے آتا ہے- اور جسے چاہے گمراہ کر دے- اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں (حضرت مولانا احمد علی صاحب)

اس مقام پر ذات باری تعالیٰ نے قرآن مجید کے محاسن اور خوبیاں بیان فرما کر اہل ذکر کو اس کی طرف متوجہ فرمایا- یہ احسن الحدیث یعنی بہترین کلام ہے- پہلے درجے کی یہی ایک واحد کلام ہے- کسی عقلمند نے کیا خوب فرمایا ہے- کلام الملوک ملوک الکلام- بادشاہوں کا کلام دوسرے سب کلاموں کا سردار ہوتا ہے- یہ مقولہ کلام مجید پر بدرجہ اولیٰ صادق آتا ہے-

اس بین الاقوامی (INTERNATIONAL) قانون سے ہر قوم اور ہر گروہ سیراب ہو رہا ہے- اور ہو سکتا ہے- جو جماعت اس کے پاک اور مجرب اصولوں کو اپناتی ہے- وہ اس کے رنگ میں رنگی جاتی ہے- ایک منصف اگر اس کے اصولوں کو اپنائے گا تو بہترین انصاف کرنے والا حاکم کہلائے گا- ایک اہل ذکر صوفی اس کے قوانین کی پیروی کر کے خوشنودی مولائے پاک حاصل کر سکتا ہے-

ایک مجاہد اس کے فوجی نظام پر چل کر بہترین مجاہد بن سکتا ہے- ایک سرمایہ دار اس کے نظام سرمایہ داری کا اتباع کر کے قوم کے لئے اور اپنے لئے بہترین سرمایہ دار ثابت ہو سکتا ہے- ایک اخلاق کا متلاشی اس سے بہترین اخلاق کی تعلیم پا سکتا ہے- المختصر اس حیات مستعار کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے لئے قرآن کریم صحیح رہنمائی نہ کر رہا ہو- مگر ہماری غفلت قابل صد حسرت و افسوس ہے-

حضرت علامہ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

اندکے گم شو بقرآن و خبر
باز اے ناداں بخویش اندر نگر
در جہاں آوارۂ بیچارۂ
وحدتی گم کردۂ صد پارۂ

(مثنوی مسافر ص ۸)

یعنی روزانہ کچھ نہ کچھ قرآن مجید اور حدیث شریف (جو قرآن مجید کی شرح ہے اور قرآن مجید کے صحیح مفہوم سمجھنے کی طرف رہنمائی کرتی ہے) کا سوچ بچار کے ساتھ مطالعہ کرتا رہ- مطالعہ کے ساتھ اپنے اخلاق و سیرت کا بھی جائزہ لیتا رہ کہ تو اس کے رنگ میں رنگا ہُوا ہے یا نہیں- اگر جواب نفی میں ہے تو اس کمی کو پُورا کر- قرآن کریم اور حدیث پاک کی تعلیم سے اعراض کر کے تو جہان میں آوارہ اور بیچارہ بن گیا ہے- اس حبل اللہ کو چھوڑ کر تو نے وحدت کو کھو دیا ہے- اور سینکڑوں غلط راہوں پر چل نکلا ہے-

اب مرض کا علاج بھی حضرت علامہ مرحومؒ کی زبانی ہی سنئے ؎

بر خور از قرآں اگر خواہی ثبات
در ضمیرش دیدہ ام آب حیات
می دہد ما را پیام لا تخف
می رساند بر مقام لا تخف
قوت سلطان و میر از لا الٰہ
ہیبت مرد فقیر از لا الٰہ
تا دو تیغ لا و الّا داشتیم
ما سوا اللہ را نشاں نگذاشتیم

(مثنوی مسافر ص ۲۳)

یعنی تیرے ثبات کا واحد علاج تمسک بالقرآن ہے- حیات ابدی قرآن مجید کے احکام پر چل کر حاصل ہو گی- قرآن کریم تو ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے- کہ طاغوتی طاقتوں سے ہرگز نہ ڈرو- قرآن کی تعلیم ہمیں اس بلند مقام پر پہنچاتی ہے جدھر غیر اللہ کے خطرہ کی بھنک بھی کانوں میں نہیں پڑ سکتی- بادشاہ اور حکام کو لا الٰہ یعنی ماسوی اللہ کی نفی سے ہی تقویت ملتی ہے- اہل اللہ کی ہیبت بھی اسی لئے ہے کہ وہ لا الٰہ یعنی ماسوی اللہ کی نفی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں- جب تک ہم غیر اللہ کی نفی اور ایک اللہ تعالیٰ کے اثبات کے اصول پر محکم رہے تو ماسوی اللہ کا نام و نشان بھی ہمارے سامنے نہ تھا-

یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگ تلاوت قرآن مجید کو افضل اذکار فرماتے ہیں- اور ذکر الٰہی کے شیدائی اس کی تلاوت کا بہت شغف رکھتے ہیں- یہاں اہل غفلت گانے بجانے سے جھوٹا سرور حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہاں یہ تلاوت قرآن سے سچا سرور حاصل کرتے ہیں- اس کے مطالب و معانی پر غور و خوض کرتے ہیں- نفحات الانس میں حضرت مولانا جامیؒ نے حضرت ابو یعقوب الزیاتؒ کے ذکر میں لکھا ہے- آپ اکثر مریدوں سے یہ سوال کیا کرتے کہ میاں قرآن پڑھنا آتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب نفی میں ملتا تو فرماتے- "جس مرید کو قرآن پڑھنا نہ آتا ہو اس کی مثال ترنج کی سی ہے- جس میں بو نہیں- بس وہ کس چیز سے فکر و غم حاصل کریگا- کس چیز سے ترنم کریگا- اور اپنے دل کا راز اپنے پروردگار کے سامنے کس طرح بیان کریگا" ؎

گوہر دریائے قرآں سفتہ ام
شرح رمز صبغۃ اللہ گفتہ ام

(علامہ اقبال)

خدا ترس لوگوں پر قرآن خوانی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں- اپنی غلطیوں اور سیاہ کاریوں کا بھیانک منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے- آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ پڑتے ہیں- دل نیکی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے- نماز اور دوسرے ذکر و اذکار کی طرف

تفسیر آیت صلوٰۃ و سلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝ سورہ الاحزاب پارہ ۲۲ رکوع ۴

ترجمہ - بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت بھیجتے ہیں - اے ایمان والو! دعاء رحمت بھیجو اور سلام بھیجو سلام کہکر -

جس کی طرف صلوٰۃ منسوب ہوگی اُسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم اور رحمت و عطوفت مراد لیں گے جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر، اور بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اُس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے - ایسے ہی یہاں سمجھ لو - اللہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے - یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثناء اور اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں - مگر ہر ایک کی صلوٰۃ رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہوگی آگے مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ رحمت بھیجو - اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہیئے - علماء نے کہا - کہ اللہ کی صلوٰۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلوٰۃ دُعا کرنا ہے - حدیث میں ہے - کہ جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایھا النبی و رحمت اللہ و برکاتہ، صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرمایئے - آپ نے یہ درود شریف تلقین کیا - اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

غرض یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ یعنی رحمت بھیجو - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابدالآباد تک نبیؐ پر نازل فرماتا رہے - کیونکہ اُس کی رحمتوں کی کوئی حد و انتہا نہیں یہ بھی اللہ کی رحمت ہے - کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز اور ناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں گویا ہم نے بھیجی ہیں - حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے - کسی بندہ کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاء کی بارگاہ میں اُن کے رتبہ کے لائق تحفہ پیش کر سکتا - حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ لکھتے ہیں اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اُن کے ساتھ اُن کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے - اُن پر اُن کے لائق رحمت اُترتی ہے اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اُترتی ہیں مانگنے والے پر - اب جس کا جتنا جی چاہے اُتنا حاصل کر لے - (حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی)

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہاں صلّو میں امر وجوب کے لئے آیا ہے - سب کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا واجب ہے - امام شافعیؒ کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں درود پڑھنا واجب ہے -

گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی کچھ احتیاج نہیں - بلکہ لوگوں کے فائدے کے لئے اس کا حکم دیا - خدا کے برگزیدہ لوگوں پر رحمت بھیجنے اور دُعا کرنے سے اللہ اس دُعا کرنے والے پر رحمت و برکت نازل کرتا ہے - علماء کا اتفاق ہے کہ صلوٰۃ و سلام کا لفظ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے - تبعاً غیر پر بھی درست ہے - جیسا کہ عزّ و جلّ کا لفظ اللہ کے لئے مخصوص ہے اور رضی اللہ صحابہؓ اور اہل بیت کے لئے اور رحمۃ اللہ اوروں کے لئے - (تفسیر حقانی)

حضرت رویفع رضؓ کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص محمدؐ پر درود بھیج کر یہ کہتا ہے - اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے -

ارشادات نبوی

۱ - حضرت انسؓ کہتے ہیں - نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے - اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اُس کے دس گناہ معاف کرتا ہے - دس درجے جنّت میں بلند فرماتا ہے -

۲ - حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ کے کچھ ملائکہ ایسے ہیں جو زمین پر سیر و سیاحت کرتے ہیں جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچاتے ہیں -

۳ - حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں - رسول اکرمؐ نے فرمایا جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کو میری روح پر ضرور پہنچاتا ہے اور اس شخص پر بھی سلام نازل فرماتا ہے -

۴ - حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں - کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ (یعنی ان کو ذکر خدا سے خالی نہ چھوڑو) اور نہ میری قبر کو نمائش گاہ بناؤ - بلکہ مجھ پر درود پڑھا کرو - کیونکہ تمہارا درود تم جہاں کہیں ہوگے مجھ پر بھیجا جائیگا -

۵ - حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے - اسی طرح وہ شخص جس پر رمضان بغیر گناہوں کی معافی کے گزر جائے اور وہ شخص بھی بد نصیب ہے کہ اُس کے ماں باپ اُس کے سامنے زندہ ہوں - اور وہ اُن کے ذریعہ سے جنّت حاصل نہ کرے

یا ایک زندہ ہو اور اُس کی خدمت سے جنّت حاصل نہ کرے۔

۶۔ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے۔ اُس وقت حضورؐ کے چہرۂ مبارک پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا۔ کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ فرماتا ہے کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے۔ مَیں اُس پر دس بار درود بھیجوں۔ اور جو تم پر ایک مرتبہ سلام بھیجے مَیں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

۷۔ حضرت ابی بن کعبؓ کہتے ہیں۔ مَیں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مَیں حضور پر درود بہت کثرت سے بھیجا کرتا ہوں۔ فرمائیے اُس میں سے آپ کے حصّہ میں کیا پیش کیا کروں حضور نے فرمایا جو مناسب ہو۔ مَیں نے عرض کیا چوتھا حصّہ۔ آپ نے فرمایا جتنا چاہو۔ جس قدر زیادہ ہوگا تمہارے لئے مفید ہوگا۔ مَیں نے عرض کیا نصف۔ حضورؐ نے فرمایا جتنا مناسب خیال کرو۔ اگر زیادہ ہوگا تو تمہارے لئے اور بہتر ہوگا مَیں نے عرض کیا تین حصّہ۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس قدر چاہو۔ اگر زائد ہوگا زیادہ اچھا ہے۔ مَیں نے عرض کیا تب تو کل ہی حضورؐ کے واسطے ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے تمام عملوں کا بدلہ ہو جائے گا اور تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

۸۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ نبیٔ اکرمؐ نے فرمایا۔ بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے۔ اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے

(مشکوٰۃ شریف)

۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا جو شخص میرے مزار کے قریب بیٹھ کر درود پڑھتا ہے اُس کو مَیں سُنتا ہوں۔ اور جو شخص کسی دُور دراز مقام پر پڑھتا ہے وہ مجھ کو پُہنچا دیا جاتا ہے۔

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بنو ہاشم اور بنو مطلب ہے۔

بعض کہتے ہیں آل سے آپ کی وہ عترت مراد ہے جو آپ کی طرف نسبت رکھتی ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ آپ کے دین پر چلنے والے اور آپ کے حکم کے آگے اطاعت کی گردن جُھکانے والے مراد ہیں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔

قرطبیؒ کہتے ہیں کہ بروایت حضرت ابن عباس کہ آل سے مراد فقط آپؐ کی ازواج مُطہرات ہیں۔ بعض نے آل سے ہر ایک نیک دل متقی بھی مراد لیا ہے۔

لفظ صلوٰۃ کو سلام سے اور سلام کو صلوٰۃ سے علیحدہ اور جدا کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ دونوں کو جمع کرکے صلی اللہ علیہ وسلّم کہا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا عذابِ الٰہی سے بچنے کا سبب ہے۔ ظالم حاکم سے امن میں رہنے کا سبب درود شریف ہے۔ درود پڑھنے کا ثواب خود خدا ہی عنایت کرے گا۔ درود شریف پڑھنے والا خدا کے نزدیک بڑے مرتبہ والا شخص ہے۔

بقیہ ذکرِ الٰہی صفحہ ۱۴ سے آگے۔

طبیعت کا رُجحان ہو جاتا ہے۔ ان میں یہ بات ہرگز نہیں کہ قرآن سُنا۔ ہائے ہُو کی۔ دو آنسو بہائے اور پھر ع وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے کے مصداق بن گئے۔ "پھر ان کی کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دل یادِ الٰہی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں" قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اُن پر تاثرات اور کیفیات کا یہ حال ہے کہ بدن اور دل دونوں اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ جس طرح ایک اچھے راگ سے دماغ میں سرور آتا ہے۔ اسی طرح ان کو اللہ اللہ کرنے سے اس سے زیادہ سرور آتا ہے۔ قرآن مجید کے احکام پر عمل پیرا ہونے کے لئے سارے جسم میں بجلی کی طرح ایک لہر دوڑ جاتی ہے اور بدن اور روح میں نرمی آجاتی ہے۔

"یہی اللہ کی ہدایت ہے۔" کہ اوّل قرآن کریم کے حکموں پر چلنے کے لئے اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر دل اللہ کے ذکر سے ایک ذوق محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ بدن دل کا تابع ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ جسے حاصل کرنے کے لئے ہمیں جد وجہد کرتے رہنا چاہیئے۔ (باقی دارد)

ہفتہ وار خبریں

——— مری۔ ۲۵ر جولائی۔ آج یہاں صدر کے آئینی استفسار کے متعلق سپریم کورٹ کی سماعت ختم ہو گئی۔ سماعت ختم ہونے کے بعد چیف جسٹس صاحب نے بتایا کہ وہ اپنی رائے ہفتہ دس دن کے بعد بتائیں گے۔

——— حیدرآباد۔ ۲۵ر جولائی۔ غلام محمد بیراج سے سیراب ہونے والی پچاس ہزار ایکڑ زمین فصل ربیع سے پہلے ہاریوں کو الاٹ کر دی جائے گی۔

——— لاہور۔ ۲۵ر جولائی۔ دریائے راوی اور دریائے چناب کے بالائی علاقوں میں بارش ہونے سے ان دریاؤں میں پانی کی سطح بڑھ رہی ہے

——— مظفر آباد۔ ۲۵ر جولائی۔ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں پر تشدّد اپنے پُورے عروج پر پہنچ گیا ہے۔

——— کراچی۔ ۲۵ر جولائی۔ کراچی کسٹمز نے کل دو پارسلوں سے بیس ہزار روپے کی مالیّت کا ایک سو اسّی تولے سونا برآمد کیا ہے۔ یہ پارسل ڈھاکہ جا رہے تھے۔

——— لاہور۔ ۲۶ر جولائی۔ جسٹر کے مقام پر راوی میں پچھلے آٹھ گھنٹوں سے پانی کی سطح ۱۴ فٹ ہے۔ مرالہ کے مقام پر پانی کے خراج میں کمی آ گئی ہے۔

——— مظفر آباد۔ ۲۶ر جولائی۔ مقبوضہ کشمیر میں مسلم اکثریت کو ختم کرنے کے لئے بھارتی ہندوؤں کو وسیع پیمانے پر آبادکاری کے علاوہ شدھی کی تحریک زور شور سے جاری کر دی گئی ہے۔

——— ملتان۔ ۲۶ر جولائی۔ کل محکمہ صحت کے حکام کو شہر کے مختلف حصوں سے انفلوئنزا کی ۱۵۹ تازہ وارداتوں کی اطلاع ملی ہے

باسمہٖ سبحانہٗ

وظائف و لطائف

(از جناب خاموش مبلغ صاحب مُلتان)

ادائیگی قرض کے لئے مجرب دُعا

○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ ۔ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ۔

ترجمہ ۔ اے اللہ میں تیری پناہ پکڑتا ہوں غم سے اور فکر سے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں بُزدلی اور بُخل سے اور تیری پناہ پکڑتا ہوں قرضہ کی زیادتی اور لوگوں کے غلبہ سے۔

○ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف لائے تو ایک انصاری شخص بنام ابوامامہؓ کو وہاں دیکھا اور فرمایا اے ابوامامہؓ اس غیر وقتِ نماز میں مسجد میں کیوں بیٹھے ہو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے غموں اور قرضوں نے پریشان کر رکھا ہے۔ فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایک کلام نہ بتلاؤں جس کے پڑھنے سے تمہارے غم دُور ہو جائیں گے۔ اور تمہارا قرض بھی ادا ہو جائے گا۔ اُس نے کہا کیوں نہیں فرمائیے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ دُعا صبح اور شام کے وقت پڑھنے کو فرمائی۔ وہ شخص کہتا تھا کہ مَیں نے اسے پڑھا اور اللہ تعالےٰ نے میرے تمام غم دُور کر دیئے۔ اور میرا تمام قرضہ ادا کر دیا (ابوداؤد ۔ از ابو سعید خدریؓ)

○ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

ترجمہ ۔ اے اللہ حرام مال سے بچا کر حلال مال کے ذریعہ میری کفایت کر اور اپنے فضل کے سبب سے مجھے اپنے غیر سے بے پرواہ کر دے ۔

○ ایک شخص نے غلامی سے آزاد ہونے کے لئے حضرت علیؓ سے کچھ مالی امداد کی درخواست کی ۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تم کو وہ کلمات نہ سکھاؤں جو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سکھائے ۔ اگر تجھ پر بڑے پہاڑ کے برابر قرض ہو جائے تو اللہ تعالےٰ ذمے ادا کر دے گا ۔ اس پر آپ نے یہ دُعا بتلائی ۔ (ترمذی)

قرض کے لئے یہ دُعا نہایت اکسیر مجرب ہے ۔ اور ویسے بھی رزقِ حلال و استغناءِ قلب کے لئے ہر وقت پڑھنے کے قابل ہے ۔

○ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ۔

ترجمہ ۔ اے اللہ مجھے بخش دے ۔ مجھ پر رحم کر ۔ مجھے ہدایت دے ۔ مجھے عافیت دے ۔ اور مجھے رزق عطا کر ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بابرکت دُعا ایک مسلمان کو نماز سکھانے کے بعد سکھائی تھی ۔

(صحیح مسلم از طارق اشجعی)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالےٰ سے میں سوال کیا کروں تو کس طرح کہا کروں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہ دُعا تلقین فرمائی ۔ نیز سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے ۔ کہ ایک بدوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے پڑھنے کے لئے کوئی کلام فرما دیجئے ۔ حضور ؐ نے فرمایا کہ پڑھا کرو ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمُ ۔ اس پر وہ بدوی بولا کہ یہ کلمے تو اللہ تعالےٰ کی تعریف میں ہوئے میرے لئے کیا ہُوا (یعنی مَیں اپنے لئے کن الفاظ میں دعا کروں) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کلمات اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ..... تلقین فرمائے ۔

○ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَکْرِمْنَا وَلَا تُھِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ۔ ترجمہ ۔ اے اللہ ہم کو بڑھا اور ہم کو نہ گھٹا ۔ ہم کو عزت دے اور ہم کو ذلیل نہ کر ہم پر بخشش کر اور ہمیں محروم نہ کر ۔ ہمیں پسند فرما ۔ اور اوروں کو ہم پہ پسند نہ کر ہمیں راضی کر اور خود بھی ہم سے راضی ہو ۔

سورۂ مومنون پارہ ۱۸ کی شروع کی دس آیات قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ..... کے نزول کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے قبلہ رُخ ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا مانگی تھی اور فرمایا تھا کہ جو ان دس آیتوں پر ہمیشہ عمل کرے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

ترجمہ آیات سورہ مومنون ۱ تا ۱۰ ۔ بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے ۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں ۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں ۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں ۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ وہی وارث ہیں ۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے ۔ اور وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے ۔

سیاست اسلامیہ و فلسفۂ جہاد

ازجناب مولانا ضیاء الدین صاحب قریشی خطیب واہ کینٹ)

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ
ذیل میں بندہ کچھ اقتباسات (سیاست اسلامیہ و فلسفۂ جہاد) مولفہ حضرت مولانا حافظ سلطان محمود صاحب کے پیش کرے گا۔ حضرت مولانا کا علمی مرتبہ مسلم فی العلماء ہے۔ فتح پوری میں غالباً ۱۷ برس مولانا صدر مدرس رہے۔ اور تقسیم کے کچھ قبل اپنے آبائی قصبہ کٹھیانہ شیخاں میں مدرسہ خادم علوم نبوت جاری کیا۔ اور حَسْبَتہً للہ درس قرآن و درس حدیث طلباء کو صبح سے ۱۲ بجے تک دینا۔ اور پھر خاتمہ اسباق کے بعد تعمیر مدرسہ کا کام اپنے ہاتھوں سے کرنا۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے اکابر کو عطا فرمائے ہیں۔ واہ فیکٹری میں جبکہ شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب اور شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب ایک جلسہ کے سلسلہ میں جمع ہوئے۔ تو بندہ کو اب تک وہ الفاظ یاد ہیں جو حضرت مولانا احمد علی صاحب نے حضرت مولانا کے متعلق فرمائے۔ کہ میرا خیال ہے کہ سلسلہ تفسیر خدام الدین میں شروع کیا جائے۔ لیکن اشاعت سے قبل خیال ہے کہ ایک ہفتہ آپ کے پاس ٹھہر کر تفسیر کو سُنا لوں۔ بس اتنا ہی تعارف کافی ہے۔ ناظرین کو چاہیئے کہ سرسری نظر سے گذر نہ جائیں۔ مولانا ایک عنوان ص۹ پر قائم فرماتے ہیں۔

ملک گیری

یہ بات محتاج بیان نہیں ہے کہ ملک و سلطنت صدقہ و خیرات کی چیز نہیں ہے کہ بھیک مانگنے سے بھی مل جایا کرے بلکہ یہ چیز ہمیشہ قوّتِ بازو سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کے حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے فوج و لشکر کی ضرورت ہے

فوج تیار کرنے کا طریقہ

چونکہ فوج تیار کرنا سب سے پہلا کام اور سیاست کا سنگ بنیاد ہے اور سیاست ہی مذہب اسلام کی روح ہے۔ اس لئے مذہب اسلام کی بنیاد فوجی تعلیم پر رکھی گئی ہے اور مذہب اسلام نے فوجی تعلیم کے لئے ارکان خمسہ تجویز کئے ہیں۔ جو ایک حدیث میں مذکور ہیں۔ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسلام عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ متفق علیہ۔

ترجمہ - حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) اس امر کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلّم خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(بخاری و مسلم)

فوجی تعلیم کو ان پانچوں ارکان کی تعلیم میں مکمل کر دیا گیا ہے جو شخص اسلام کے ان پانچ رکنوں کو سیکھ لیتا ہے وہ مکمل سپاہی بن جاتا ہے۔

. . . .

. . . . ان پانچ رکنوں کی تعلیم بمنزلہ پرائمری تعلیم کے ہے۔ جو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ مذہب اسلام میں ہر مسلمان کا فوجی سپاہی ہونا ضروری ہے۔ اس لئے اس فوجی تعلیم کے بغیر مسلمان ہی شمار نہیں ہوگا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سیاست کا اسلام سے کیا تعلق ہے۔

آگے مولانا فوجی تیاری کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

فوجی سپاہی بننے کا دار و مدار

فوجی سپاہی بننے کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے۔ اصل استعداد۔ اور کام کرنے کا طریقہ۔ پہلے اصل استعداد پیدا کی جاتی ہے اور اس کے بعد کام کرنے کا طریقہ سکھلایا جاتا ہے۔ اصل استعداد پیدا کرنے سے پہلے کام کرنے کا طریقہ سکھلانا بالکل عبث ہے۔ اس کی تشریح عنقریب آنیوالی ہے۔

اصل استعداد پیدا کرنیکا طریقہ

اصل استعدا پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے سپاہی کے دل و دماغ کا تنقیہ کیا جائے۔ اور اس کے دل سے جبن و نامردی کو نکال کر اس میں شجاعت و بہادری بھر دی جائے اور اس کے دماغ سے غیر اللہ کی غلامی کے خیالاتِ فاسدہ نکال کر بجائے اس کے آزادی و حرّیت کے جذبات و احساسات سے اس کے دل و دماغ کو معمور کردیا جائے۔ اس تنقیہ کے لئے مذہب اسلام نے جو بہترین اور سہل طریقہ تجویز کیا ہے وہ مسئلہ توحید کی تعلیم ہے جو سب سے پہلے رکن ہے اسلام کا اور اس کے بغیر اسلام میں داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ مسہل (توحید) بزدلی کے گندے مادہ کا سپاہی کے دل سے مکمل استیصال کر دیتا ہے اور اس میں شجاعت و بہادری بھرکر اس کو اعلےٰ درجے کا نڈر بنا دیتا ہے۔ اور اسی طرح اس کے دماغ سے غیر اللہ کی غلامی کے مادہ فاسد کی بیخ کنی کرکے بجائے اس کے حرّیت و آزادی کا پودہ اس میں لگا دیتا ہے۔ اس کے بعد سپاہی نہایت ہی ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کی غلامی کا بارگراں اس کے دماغ سے اُتر جاتا ہے۔ کیونکہ عقیدۂ توحید کے خواص میں سے ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ موحد کو اعلےٰ درجہ کا بہادر اور آزاد بنا دیتا ہے۔ پس جس شخص کے دل میں صحیح توحید راسخ ہو جائے اُس کا دل شجاعت و بہادری کے بارود سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ غیر اللہ سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ اور اس کے دماغ میں آزادی گھر کر جاتی ہے۔ اس لئے وہ غیر اللہ کی غلامی کبھی گوارہ نہیں کرتا کیونکہ توحید کا خلاصہ یہ ہے کہ مارنا و جلانا و بیمار کرنا و شفا دینا اور روزی دینا اور اُس کا گھٹانا و بڑھانا وغیرہ وغیرہ غرض تمام حاجات کا پورا کرنا اور نفع و نقصان کا پہنچانا سب اس ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ کے قبضۂ قدرت

(باقی صفحہ [illegible])

بچوں کا صفحہ

(از جناب محمد شفیع ۔ عمر الدین ۔ میرپور خاص)

اِنتقام

ا ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عقلمندوں کی جو صفتیں بیان فرمائی ہیں ۔ ان میں ایک یہ بھی خوبی مذکور ہے ۔ کہ عقلمند بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں ۔ (وَ یَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ ۔ (الرعد رکوع ۳)

۲ ۔ بُرائی کے بدلے نیکی کرنا بڑے بلند حوصلے کا کام ہے ۔ ایک شخص کو بُرائی کا بدلہ لینے کی طاقت ہے ۔ مگر وہ درگذر کر دیتا ہے ۔ ایسا شخص اپنے مولیٰ پاک کو خوش کر لیتا ہے ۔

۳ ۔ اس حکم خداوندی کی تائید میں ایک مثال پیش کی جائے گی ۔ یہ کس لئے ؟ پہلے اس سوال کا جواب سُن لیجئے ۔ ایک دستکار کام کے عمدہ نمونے اپنے سامنے رکھتا ہے یا ایک نقشہ اپنے ذہن میں قائم کرتا ہے ۔ اب اس نقشے کو سامنے رکھ کر وہ کام کرتا ہے ۔ اگر کام نقشے کے مطابق نہیں بنتا تو ہمت نہیں بنتا تو ہمّت نہیں ہارتا ۔ محنت کرتا رہتا ہے ۔ ایک طالب علم خوشخط لکھنے کی مشق کرتا ہے ۔ خوشخط عبارتیں اپنے سامنے رکھتا ہے ۔ لکھنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے ۔ آخر خوشخط لکھنے میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔ لہٰذا ہر کام میں محنت کرنی پڑتی ہے ۔ دوسروں کی تقلید کرنی پڑتی ہے ۔ اسی طرح اپنے بزرگوں کی بلند پایہ مثالوں سے ہم سبق سیکھ سکتے ہیں ۔ اپنی سیرت کو سدھار سکتے ہیں ۔ مگر شرط یہ ہے کہ ان مثالوں کو اپنے نوٹ بک میں درج کرلیں ان کو پڑھتے رہیں ۔ ان کو ذہن میں محفوظ رکھیں ۔ حسب موقعہ ان کو عملی جامہ پہنائیں ۔ اس طرح مشق کرنے سے بُری عادتوں کو ترک کیا جا سکتا ہے ۔ اور اچھی عادتیں حاصل کی جا سکتی ہیں ۔

۴ ۔ جو مثال آپ کو بتانا چاہتے ہیں ۔ وہ امیرالمومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہٗ کے تحمل اور درگذر کرنے کے بارے میں ہے ۔ جو شیخ سعدیؒ نے بوستاں میں درج کی ہے کہ ایک دن ناگہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں ایک فقیر کے پاؤں پر پڑ گیا جو ایک تنگ جگہ میں تھا ۔ اب اس فقیر کو یہ علم نہ تھا ۔ کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں ۔ فقیر غصّہ میں آگیا ۔ اور آپ کو اندھا کہہ دیا ۔

۵ ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو طاقت تھی ۔ قصداً آپ سے یہ فعل سرزد نہ ہُوا تھا ۔ مگر اس کے باوجود بھی آپ ناراض نہ ہُوئے ۔ فقیر کو کہا کہ "مَیں اندھا نہیں ہوں ۔ میری خطا ہے ۔ معاف کر دو ۔ غلطی سے پاؤں آپ کے پاؤں پر پڑ گیا ہے ۔ مجھے پتہ نہ چلا" ۔

؎ چہ منصف بزرگانِ دیں بودہ اند
کہ با زیردستاں چنیں بودہ اند

بزرگانِ دین کس قدر انصاف پسند ہوئے ہیں ۔ کہ زیر دستوں کے ساتھ اس طرح اخلاق ، تحمل اور درگزر سے پیش آتے تھے ۔

۶ ۔ بچّو ! تم بھی اس مثال کو عملی جامہ پہناؤ ۔ انتقام کے جذبے کو دل میں جگہ نہ دو ۔ کوئی گالی دے تو درگذر کرو ۔ گالی کے بدلے گالی نہ دو ۔ کوئی بد اخلاقی سے پیش آئے تو تم اخلاق سے پیش آؤ ۔ اگر اس خصلت پر آپ کاربند ہو گئے تو بڑے ہو کر بڑی عزّت پاؤ گے ۔

نوٹ

جو حضرات کتاب **سیاست اسلامیہ و فلسفۂ جہاد** منگوانا چاہیں تو پتہ ذیل پر خط لکھیں : قیمت ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک

دار الاشاعت والتبلیغ ٹیکسلا

بقیہ سیاست و فلسفۂ جہاد صفحہ ۱۸ سے آگے ۔

میں ہے ۔ غیر کے ہاتھ میں ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے ۔ چنانچہ آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ نبویہ (علیٰ صاحبہا التحیات و التسلیمات) بکثرت اس پر دال ہیں پس جب انسان کو اس بات کا کامل یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ماسوا میرا کوئی ایک بال بھی ٹیڑھا نہیں کر سکتا ۔ تو وہ غیر اللہ سے کیوں ڈرے گا ۔ اور جب وہ یہ سمجھ لے گا ۔ کہ میری کوئی حاجت بھی غیر اللہ کے قبضہ میں نہیں ہے ۔ تو پھر وہ غیر اللہ کی غلامی کیوں کرے گا ۔ اس کے برخلاف جس کے دل میں صحیح توحید راسخ نہیں ہوتی وہ درختوں ، پتھروں ، قبروں وغیرہ وغیرہ سب سے ڈرتا ہے تو وہ بہادر کیسے ہو سکتا ہے ۔ اور جب وہ غیر اللہ کو حاجت روا سمجھتا ہے تو غیروں کی غلامی سے کیسے نکل سکتا ہے اور اس کے دماغ میں آزادی کیسے آسکتی ہے ۔ یاد رکھو کہ صحیح توحید کے ساتھ بُزدلی اور غیر اللہ کی غلامی کبھی جمع نہیں ہو سکتی ۔ جس شرک کے ساتھ بہادری و آزادی ہرگز جمع نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ شرک کے ساتھ بُزدلی اور غیر اللہ کی غلامی اور توحید کے ساتھ بہادری اور آزادی لازم ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ایک سچا مسلمان سینکڑوں کافروں پر بھاری ہو جاتا ہے ۔ الغرض بہادری اور آزادی دونوں چیزیں سپاہی کی اصل استعداد ہیں ۔ اور تمام عملی کاموں کا سنگ بنیاد ان دونوں کے بغیر سپاہی میں کام کرنے کی رُوح ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی ۔ ہر انقلابی سپاہی میں پہلے ان دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے ۔ ورنہ وہ انقلابی کاموں میں کبھی قدم نہیں بڑھائے گا ۔ اور ان دونوں کا پیدا ہونا موقوف ہے ۔ توحید کی تعلیم پر اس لئے مذہب اسلام میں سب سے پہلے توحید کی تعلیم ضروری ہے ۔ اس کے بغیر کوئی شخص اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا ۔ جس طرح سپاہی میں اصل استعداد کا پیدا ہونا موقوف ہے اسی طرح اسلام میں داخل ہونا بھی موقوف توحید پر اور توحید کے بغیر نہ فوجی بھرتی میں داخل ہونے کے قابل اور نہ اسلام میں داخل ہونے کے لائق اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سیاست ہی مذہب اسلام کی روح ہے یا نہیں ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۸۷
ایڈیٹر
عبد المنان چوہان
منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۳۱ — مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
۲۔ پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری TBC/۲۷۳۰، ۲۷۸۱ — مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
بدل اشتراک
سالانہ لعہ
ششماہی ۳ روپے
فی پرچہ ۴ آنے

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا